مركز أصول
Osoul Center
www.osoulcenter.com

ربوة
Rabwah

مؤسسة عبدالعزيز الراجحي الوقفية
ABDUL AZIZ ALRAJHI FOUNDATION

ایک دن اپنے محبوب ﷺ کی معیت میں

تالیف: ابو خالد ایمن بن عبدالعزیز ابانمي

اردو

راجعه
د. عبدالكريم بن عبد الله الخضير

يوم مع حبيبك ﷺ

تأليف

أبو خالد أيمن بن عبدالعزيز أبانمي

راجعه فضيلة الشيخ

د. عبدالكريم بن عبدالله الخضير

ترجمة

أبو أسعد قطب محمد الأثرى

مراجعة

ذاكر حسين وراثت الله المدني

Urdo

اردو

© جمعية الدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالربوة ، ١٤٤٤هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
أباظمي ، أيمن بن عبدالعزيز بن عبدالمحسن
يوم مع حبيبك صلى الله عليه وسلم - الأردية. / أيمن بن عبدالعزيز بن عبدالمحسن أباظمي - ط١ - الرياض، ١٤٤٤هـ
١٢٨ ص، ١٢ سم x ١٦,٥ سم
ردمك : ٩٧٨-٦٠٣-٨٣٨٢-٥٦-١
١- السرة النبوية أ.العنوان
ديوي ٢٣٩ ١٤٤٤/٦١٨٢
رقم الايداع: ١٤٤٤/٦١٨٢
ردمك : ٩٧٨-٦٠٣-٨٣٨٢-٥٦-١

مركز أصول
Osoul Center
www.osoulcenter.com

یہ کتاب مرکز اصول کی جانب سے تیار کی گئی ہے اور دیدہ زیب انداز میں اس کی ڈیزائن کی گئی ہے، اوراس میں استعمال شدہ تمام فوٹو اسی کی ملکیت اوراسی کے حقوق ہیں، تمام ذرائع استعمال کرتے ہوئے مرکز اصول اس کتاب کو طباعت و نشر کرنے کی ہر مسلمان کو اجازت دیتا ہے، بشرطیکہ اس کے ماخذ کی طرف اشارہ کا التزام کیاجائے، نیز نص کے نقل کرتے وقت کسی طرح کی کوئی تبدیلی نہ کی جائے، اور ساتھ ہی مرکز کی یہ سفارش ہے کہ پرنٹنگ کی کوالٹی کا خاص اہتمام کیا جائے۔

+966 11 445 4900
+966 11 497 0126
P.O.BOX 29465 Riyadh 11457
osoul@rabwah.sa
www.osoulcenter.com

بسم الله الرحمن الرحيم

ایک روز اپنے محبوب ﷺ کی معیت میں 9

آپ ﷺ کی خلقت کا وصف 17

نیند سے بیدار ہونے، وضو کرنے اور تہجد پڑھنے کے متعلق آپ ﷺ کی رہنمائی 21

نماز کے متعلق نبی اکرم ﷺ کی رہنمائی 35

صبح و شام کے اذکار کے متعلق آپ ﷺ کی رہنمائی 59

صرف صبح میں پڑھی جانے والی دعا 67

صرف شام میں پڑھی جانے والی دعا 69

کھانے اور پینے میں نبی اکرم ﷺ کی رہنمائی 71

لباس, چال ڈھال اور سواری کرنے میں نبی اکرم ﷺ کی رہنمائی 79

نبی اکرم ﷺ کا اخلاق، اور لوگوں سے برتاؤ میں آپ کی رہنمائی 87

نبی اکرم ﷺ کا گھر میں رہن سہن اور سونے کے متعلق آپ کی رہنمائی 99

ایک روز اپنے محبوب ﷺ کی معیت میں

ہر قسم کی تعریف اس اللہ کے لئے لائق اور زیبا ہے جس نے اپنے خلیل محمد مصطفی کی اتباع سے جوڑ کر اپنی محبت کی راہ بنائی، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿قُلۡ إِن كُنتُمۡ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي يُحۡبِبۡكُمُ ٱللَّهُ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوبَكُمۡۚ وَٱللَّهُ غَفُورٞ رَّحِيمٞ﴾ [آل عمران: 31].

”کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے“۔

اور اللہ جل جلالہ نے اس شخص کے ایمان کی نفی کردی ہے کہ جس نے اس کے حبیب محمد ﷺ کی محبت پر مخلوق میں سے کسی کی محبت کو مقدم کردیا ہو، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

«لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ».

”تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہ ہو گا جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہو جائے“ (بخاری: 15 ومسلم: 44)۔

اکمل و اتم درود و سلام ہو نبی مصطفی، ہادی مجتبی، روشن چراغ، بشارت دینے والے داعی، سراپا رحمت و ہدایت، و نعمت کامل پر، لیل و نہار کے گردش کے مثل آپ پر درود و سلام ہو، ذکر کرنے والے نیک لوگوں کے ذکرکے برابر آپ پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں، بارش کے بودوں کی تعداد کے برابر، درختوں کے پتوں کے مثل، پتھروں اور بالو کے ذرات کے برابر آپ پر، آپ کے پاک باز آل پر، تمام مہاجرین و انصار پر، اور قیامت تک احسان کے ساتھ آپ کے متبعین پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔

ایک حقیقی مسلمان اپنے حبیب محمد ﷺ کا مشتاق ہوتا، اور آرزو مند ہوتا ہے کہ کاش وہ آپ کے اصحاب میں سے ہوتا، اور آپ کے ساتھ بیٹھتا، اور آپ کے وجہ انور کی چمک و دمک سے اپنی دونوں آنکھوں کومنور کرلیتا، اور آپ کی میٹھی میٹھی باتیں سنتا، دل کو سحر کرنے والے اخلاق کا مشاہدہ کرتا، اور آپ کےرب کی عبادت کی جھلکیوں کو دیکھتا، اور اس کے حصول کی خاطر اگر اسے اپنی پوری دولت بھی قربان کرنی پڑتی تو پیچھے نہ ہٹتا، آپ ﷺ کے فرمان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

«مِنْ أَشَدِّ أُمَّتِي لِي حُبًّا، نَاسٌ يَكُونُونَ بَعْدِي، يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ رَآنِي بِأَهْلِهِ وَمَالِهِ».

”میری امت میں بہت چاہنے والے میرے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد پیدا ہوں گے، ان میں سے کوئی یہ خواہش رکھے گا کاش! اپنے گھر والوں اور مال سب کو صدقہ کرے اور مجھ کو دیکھ لے“ (مسلم: 2832)۔

یہی وجہ ہے کہ تابعین کرام اسی کیفیت پر جیتے تھے:

☆ ابن سیرین نے عبیدہ بن عمرو رحمہما اللہ سے فرمایا:

ہمارے پاس انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی جانب سے عطا کردہ نبی اکرم ﷺ کے کچھ موئے مبارک (بال) ہیں، ان کی یہ بات سن کر عبیدہ بن عمرو نے فرمایا: آپ ﷺ کا میرے پاس صرف ایک بال ہو یہ مجھے دنیا اور اس کے اندر موجود تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے (بخاری: 170، مرسلا)۔

اس پر تعلیق چڑھاتے ہوئے امام ذہبی رحمہ اللہ نے کہا: اس طرح کی بات ایک جلیل القدر امام نے آپ ﷺ کے پچاس سال کے بعد کہی ہے، تو ہم لوگ کیا کہیں گے اپنے اس زمانے میں کہ ہمیں آپ ﷺ کے بال کا ایک جزء ہی حاصل ہوجائے (اس کی سند صحیح ہے)

اور اس کے ثابت کئے بغیر ساری جانفشانی بیکار ہے، اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے:

رسول اللہ ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ جب آپ اپنا سر منڈاتے تو اس سے اپنے صحابہ کرام کی تکریم کرتے ہوئے ان میں اپنے پاک بالوں کو

تقسیم کردیتے، تو اے میری حسرت! کاش ان بالوں میں سے کسی ایک کے چومنے کا ہمیں موقع مل جاتا۔

☆ جبیر بن نفیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہم لوگ مقداد بن اسود کے پاس ایک روز بیٹھے تھے، ان کے پاس سے ایک شخص گذرااور اس نے کہا: خوشی ہو ان دونوں آنکھوں کے لئے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کا دیدار فرمایا، ہماری بھی یہی خواہش ہے کہ ہمیں بھی وہی دیدار نصیب ہوتا جو تمہیں ہوا، اور ہم بھی وہی مشاہدہ کرتے جو تم نے کیا۔

☆ ثابت البنانی رحمہ اللہ جب خادم رسول انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو آگے بڑھ کر ان کے ہاتھوں کو چوم لیتے اور فرماتے:

یہی وہ ہاتھ ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کو چھوا ہے، اور ایسے ہی یحیٰ بن الحارث رحمہ اللہ نے واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا، اور بعض تابعین کرام نے سلمہ بن الاکواع رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا، تو ان لوگوں نے ان ہاتھوں کو بوسہ دیا جنھوں نے رسول اللہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تھی۔

☆ حسن بصری رحمہ اللہ کھجور کے اس تنے کا واقعہ بیان فرماتے تھے جس کا سہارا لیکر رسول اللہ ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے، پھر آپ نے اسے چھوڑ دیا، اور منبر بنا لیا، تو تنا سسک سسک کر رونے لگااور اس کے رونے کی آوازاونٹنی کے رونے کی آواز کے مانند تھی –ایسے جیسے کہ اونٹنی کے بچے کے بچھڑ جانے سے اونٹنی کے سسکنے کی آواز–یہاں تک کہ مسجد میں موجود

تمام لوگوں نے اس تنے کے رونے کی آواز سنی، اتنے میں نبی اکرم ﷺ آئے، اور آپ نے اس کے اوپر اپنا ہاتھ پھیرا، پھر وہ چپ ہوگیا۔ (بخاری: 918، 3584، ابن ماجہ :1415)۔

جب حسن بصری رحمہ اللہ اس حدیث کو بیان فرماتے تو کہتے:

اے مسلمانوں کی جماعت! جب لکڑی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کے شوق میں سسک رہی تھی تو تم کہیں زیادہ آپ سے ملاقات کے شوق کے حقدار ہو۔

☆ ان کا معاملہ دیدار مصطفی پر اور صرف آپ کی محبت پر آکر نہیں رکا بلکہ وہ آپ کی سنت پر عمل کے گرویدہ اوراسے اپنے لئے مشعل راہ بنانے پر قربان ہو گئے، اور رسول اللہ ﷺ کی جن چیزوں سے وہ محروم ہوگئے تھے اسے بھی حاصل کرلی، سید التابعین ابو مسلم الخولانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کیا اصحاب رسول ﷺ نے یہ گمان کیا ہے کہ ہمیں چھوڑ کر صرف انہوں نے ہی آپ کو مخصوص کرلیا ہے، اللہ کی قسم !ہم لوگ اس پر پاس شدید احتجاج کریں گے یہاں تک کہ انہیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ انہوں نے اپنے پیچھے بہادر مردوں کو چھوڑا تھا، ابو مسلم رحمہ اللہ نے صرف خصوصیت کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے رسول اللہ ﷺ کے مخصوص ہونے کا انکار کیا ہے، اور اس سے ان کا مقصود یہ ہے کہ وہ رسول اللہ سے

ان کی محبت میں ہم ان سے احتجاج کریں گے، انہوں نے بیش بہا مقابلہ کا مطلب حاصل کرلیا ہے کہ تقرب و فرمانبرداری میں کوئی خصوصیت نہیں، اور حقیقی مقابلہ فضل و خوبی کا مقابلہ ہے، اور جو عمل میں پیچھے رہ جائے تو اس کا خاندان کچھ کام نہ آئے گا، یا جیسا کہ لوگوں نے کہا ہے: جب آپ دیکھیں کہ کوئی شخص آپ سے دنیا کے لئے مقابلہ کررہا ہے تو آپ اس سے آخرت کے لئے مقابلہ کریں، اور اگر آپ میں یہ استطاعت کہ کوئی آپ سے اللہ کی طرف نہ بڑھ پائے تو آپ ایسا کریں۔

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد سلف صالحین تمام چھوٹے و بڑے معاملے میں سنت رسول کی اقتدا میں ہمیشہ حریص و خواہاں رہے، دیکھیں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو وہ فرماتے ہیں:

میں نے اس وقت تک کوئی حدیث نہیں لکھی جب تک کہ اس پر میں نے عمل نہ کرلیا ہو، یہاں تک کہ جب میرے پاس یہ آیا کہ نبی اکرم ﷺ نے سینگی لگوائی (پچھنا لگوائی) اور اس کے عوض ابو طیبہ کو ایک دینار دیا، تو میں نے بھی سینگی لگانے والے کو ایک دینار دیا جب میں نے سینگی لگوائی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

اگر آپ کے بس میں ہو کہ جب تک کہ کسی حدیث کی رہنمائی نہ ہو تب تک سر کا بال تک نہ کھجلائیں تو ایسا کرلیا کریں، ایسا اس لئے کہ

آپ ﷺ ہر چیز میں بشری کمالات کو پہنچے ہوئے تھے، جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:اگر آپ رسول اللہ ﷺ کے کسی ہیئت کے وصف کو دیکھیں تو وہ ایسی خوبصورتی ہے کہ جس کے بعد کوئی جمال نہیں، اور اگر آپ ﷺ کے اخلاق و عادات کو دیکھیں تووہ ایساکمال ہے کہ اس کے بعد کوئی کمال ہی نہیں، اور اگر تمام لوگوں پر عموما اور مسلمانوں پر خصوصاآپ ﷺ کے فضل و احسان کو دیکھیں تو ایسی وفا ملے گی کہ جس کے بعد کوئی وفا ہی نہیں، اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ بندے کے لئے سب سے بڑی نعمت آپ ﷺ کی محبت کا حصول ہے، جیسا کہ امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں :اگر بندہ اپنے جملہ احساسات ودل کی باتوں کو رب کی چاہت کے مطابق بنانے میں سچا ہو تو اسے محبت رسول سے نواز دیا جاتا ہے، اور اس کے دل پراس کی روحانیت قابض ہو جاتی ہے، پھروہ اس کا امام، معلم، استاذ، شیخ، قدوہ سب بنا دیتا ہے، ایسے ہی جیسے اللہ نے اپنے نبی و رسول کو اور اس کی طرف ہادی و رہنما بنادیا، پھر وہ آپ کی سیرت سے اور بنیادی امور سے، اور آپ پر وحی کے نزول کی کیفیت سے آگاہ ہوجاتاہے، اورآپ کی صفات و اخلاق وآداب آپ کے حرکات وسکنات کی روشنی میں آشنا ہو جاتا ہے، اور ایسے ہی آپ کی نیند و بیداری، عبادت، آپ کی اہل خانہ کے ساتھ معاشرت، اور اصحاب کے ساتھ آپ کے رہن سہن سے اس قدر واقف ہوجاتا ہے گویا کہ آپ کے اصحاب کا ایک فرد ہوکر آپ ﷺ کے ساتھ رہ رہا ہے۔ (مدارج السالکین، 3/268)۔

☆ میرا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت جس سے فوت ہو جائے، لیکن آپ کی سنت تو اس سے فوت نہیں ہوئی ہے۔

اور یہ بات قابل تحسین ہے کہ آپ ایک دن اپنے محبوب ﷺ کے ساتھ گذاریں، اور ہر چیز میں آپ کے فرمان و عمل کی اقتدا کریں، اور ہر چیز میں آپ کی رہبری کی پیروی کریں، آپ عنقریب ایسی سعادت محسوس کریں گے جو آپ کو شاداں و فرحاں کردے گی، اور بھلا ایسا کیوں نہ ہو؟ اس لئے کہ آپ کائنات کے سب سے بہتر شخص کی اقتدا کررہے ہیں، اور اسے اپنا نمونہ بنارہے ہیں، گویا کہ آپ انہیں اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں، -آزما کے دیکھیں- اس کا مشاہدہ ضرور کریں گے، اور میری خواہش ہے کہ اس کے بعد آپ کے تمام شب و روز آپ کے حبیب محمد ﷺ کے ساتھ گذریں۔

تنبیہ:

فضیلت کے اعتبار سے کسی دن کا خاص کرنا جائز نہیں ہے، اس کے متعلق کوئی قرآنی آیت یا حدیث رسول نہیں ہے، لیکن آپ کوئی بھی دن منتخب کرلیں، تاکہ وہ دن آپ ﷺ کی صحبت کا آغاز ہو جائے، ان شاء اللہ.

نبی اکرم ﷺ کے ساتھ وہ دن گذارنے سے پہلے ہمارے لئے آپ کی خلقت کی چند خوبیوں کا جاننا ضروری ہے۔

آپ ﷺ کی خلقت کا وصف

براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ درمیانہ قد تھے، آپ ﷺ کا سینہ بہت کشادہ اور کھلا ہوا تھا، آپ کے (سر کے) بال کانوں کی لو تک لٹکتے رہتے تھے (بخاری: 3551، مسلم: 2337)۔

ابو اسحٰق نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرا حسن و جمال میں بھی سب سے بڑھ کر تھا اور جسمانی ساخت میں بھی آپ سب سے بہتر تھے، آپ کا قد نہ بہت لمبا تھا اور نہ چھوٹا (بلکہ درمیانہ تھا) (بخاری: ۳۵۴۹، مسلم: 2337)۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بہت لمبے تھے اور نہ چھوٹے قد کے، نہ بالکل سفید تھے اور نہ گندمی رنگ کے بالکل سانولے، نہ آپ کے بال بہت زیادہ گھونگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے لٹکے ہوئے (بخاری: 3548، مسلم: 2347)۔

رسول اللہ ﷺ کا چہرا حسن و جمال میں بھی سب سے بڑھ کر تھا اور

آپ کاچہرا سفید نمکینی کلر کا تھا، ایسا لگتا تھا جیسے کہ اس پر چاندی کا کلر چڑھایا گیا ہو (الصحیحہ للالبانی)۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ کا رنگ مبارک سفید چمکتا ہوا تھا۔ (نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ رنگ سب رنگوں سے عمدہ ہے)

اور آپ ﷺ کا پسینہ مبارک موتی کی طرح تھا (مسلم: 2330)۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ کی داڑھی بہت گھنی تھی (مسلم: ۲۳۴۴)۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص بولا: ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا (یعنی لمبا)، جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، بلکہ آپ ﷺ کا چہرہ سورج اور چاند کی طرح تھا اور گول تھا (مسلم: 2344)۔

آپ کا منھ بڑا، آنکھ کے ڈورے سرخ اور ایڑیاں کم گوشت والی تھیں، اور نہ تو آپ بھاری جسم والے تھے اورنہ ہی دبلے پتلے تھے، اور نہ ہی لمبے تھے اورنہ ناٹے تھے (مسلم: 2339)۔

اور آپ ﷺ سفید رنگ تھے نمکینی کے ساتھ میانہ قد تھے۔ (مسلم: 2340)۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں بھرے ہوئے تھے، آپ کی ہتھیلیاں کشادہ تھیں (بخاری: 5907، مسلم: 2347)۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نہ تو نبی کریم ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم و نازک کوئی حریر و دیباج میرے ہاتھوں نے کبھی چھوا اور نہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے زیادہ بہتر اور پاکیزہ کوئی خوشبو یا عطر سونگھا (بخاری: 3561، مسلم: 2330)۔

☆ اور آپ ﷺ کے پسینے کو نچوڑ کر ایک شیشی میں رکھ دیا جاتا تاکہ وہ سب عمدہ خوشبو بن جائے۔

☆ اوریہ آپ ﷺ کے دن کا آغاز ہے جسے مختصرا پیش کیا ہے، اور محدث عصر امام محمد ناصر الدین البانی کے صحت کے حکم پر اعتماد کیا گیا ہے، اور صحاح ستہ کی حدیثوں پر اکتفا کیا ہے، ہاں ضرورت کے پیش نظر کچھ ایسے نادر مقامات ہیں جہاں اس کا خیال نہیں ہو پایا ہے.

نیند سے بیدار ہونے، وضو کرنے اور تہجد پڑھنے کے متعلق آپ ﷺ کی رہنمائی

رسول اللہ جب اپنی نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

«الْحَمْدُ للهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَمَا أَمَاتَنَا، وَإِلَيْهِ النُّشُورُ»

"تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی بخشی اور اسی کی طرف ہم کو لوٹ کر جانا ہے"۔ (بخاری: 6817)

اور بیدار ہونے کے بعد پہلے آپ مسواک کرتے، اورسورہ آل عمران کی آخری چند آیتوں کی تلاوت فرماتے، اور وہ آیتیں یہ ہیں:

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱخْتِلَٰفِ ٱلَّيْلِ وَٱلنَّهَارِ لَءَايَٰتٍ لِّأُو۟لِى
ٱلْأَلْبَٰبِ ﴿١٩٠﴾ ٱلَّذِينَ يَذْكُرُونَ ٱللَّهَ قِيَٰمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ
فِى خَلْقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَٰطِلًا سُبْحَٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ
ٱلنَّارِ ﴿١٩١﴾ رَبَّنَآ إِنَّكَ مَن تُدْخِلِ ٱلنَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُۥ ۖ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴿١٩٢﴾
رَّبَّنَآ إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِى لِلْإِيمَٰنِ أَنْ ءَامِنُوا۟ بِرَبِّكُمْ فَـَٔامَنَّا ۚ رَبَّنَا فَٱغْفِرْ لَنَا

ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّـَٔاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ ٱلْأَبْرَارِ ﴿١٩٣﴾ رَبَّنَا وَءَاتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ
رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ ۗ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ ٱلْمِيعَادَ ﴿١٩٤﴾ فَٱسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّى
لَآ أُضِيعُ عَمَلَ عَـٰمِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ ۖ بَعْضُكُم مِّنۢ بَعْضٍ ۖ فَٱلَّذِينَ هَاجَرُوا۟
وَأُخْرِجُوا۟ مِن دِيَـٰرِهِمْ وَأُوذُوا۟ فِى سَبِيلِى وَقَـٰتَلُوا۟ وَقُتِلُوا۟ لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّـَٔاتِهِمْ
وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّـٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَـٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ ٱللَّهِ ۗ وَٱللَّهُ عِندَهُۥ
حُسْنُ ٱلثَّوَابِ ﴿١٩٥﴾ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ فِى ٱلْبِلَـٰدِ ﴿١٩٦﴾ مَتَـٰعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ
مَأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ ٱلْمِهَادُ ﴿١٩٧﴾ لَـٰكِنِ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوْا۟ رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّـٰتٌ تَجْرِى مِن
تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَـٰرُ خَـٰلِدِينَ فِيهَا نُزُلًا مِّنْ عِندِ ٱللَّهِ ۗ وَمَا عِندَ ٱللَّهِ خَيْرٌ لِّلْأَبْرَارِ ﴿١٩٨﴾
وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ ٱلْكِتَـٰبِ لَمَن يُؤْمِنُ بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْهِمْ
خَـٰشِعِينَ لِلَّهِ لَا يَشْتَرُونَ بِـَٔايَـٰتِ ٱللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۗ أُو۟لَـٰٓئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ
عِندَ رَبِّهِمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ سَرِيعُ ٱلْحِسَابِ ﴿١٩٩﴾ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱصْبِرُوا۟
وَصَابِرُوا۟ وَرَابِطُوا۟ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٢٠٠﴾ [سورۃ آل عمران: 190-200].

”آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں ☆ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمانوں وزمین کی پیدائش میں غوروفکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا، تو پاک ہے پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لے ☆ اے ہمارے پالنے والے! تو جسے جہنم میں ڈالے یقیناً تو نے اسے رسوا کیا، اور ظالموں کا مددگار کوئی نہیں ☆ اے ہمارے رب! ہم نے سنا کہ منادی کرنے والا باآواز بلند

ایمان کی طرف بلا رہا ہے کہ لوگو! اپنے رب پر ایمان لاؤ، پس ہم ایمان لا ئے۔ یا الٰہی اب تو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیاں ہم سے دور کر دے اور ہماری موت نیکوں کے ساتھ کر ☆ اے ہمارے پالنے والے معبود! ہمیں وہ دے جس کا وعدہ تو نے ہم سے اپنے رسولوں کی زبانی کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر، یقیناً تو وعدہ خلافی نہیں کرتا ☆ پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمالی کہ تم میں سے کسی کام کرنے والے کے کام کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت میں ہرگز ضائع نہیں کرتا، تم آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو، اس لئے وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے اور جنہیں میری راہ میں ایذا دی گئی اور جنہوں نے جہاد کیا اور شہید کئے گئے، میں ضرور ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کر دوں گا اور بالیقین انہیں ان جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، یہ ہے ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے ☆ تجھے کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا فریب میں نہ ڈال دے، ☆ یہ تو بہت ہی تھوڑا فائدہ ہے، اس کے بعد ان کا ٹھکانہ تو جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے ☆ لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ مہمانی ہے اللہ کی طرف سے اور نیک کاروں کے لئے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہت ہی بہتر ہے☆یقیناًاہل کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور تمہاری طرف جو اتارا گیا ہے اور ان

کی جانب جو نازل ہوا اس پر بھی، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو تھوڑی قیمت پر بیچتے بھی نہیں، ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے ☆ اے ایمان والو! تم ثابت قدم رہو اور ایک دوسرے کو تھامے رکھو اور جہاد کے لئے تیار رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم مراد کو پہنچو“۔

اور جب آپ ﷺ بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ».

”اے اللہ! میں ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں“

(بخاری: 142، مسلم: 375)۔

اور جب آپ ﷺ بیت الخلاء سے باہر آتے تو یہ پڑھتے: «غُفْرَانَكَ»

”اے اللہ !میں تیری بخشش چاہتا ہوں“ (بخاری: 6817)۔

☆ اور کبھی آپ پانی سے استنجا کرتے، اور کبھی تین پتھروں سے استنجا کرتے، اور کبھی ان دونوں کو ملا کر استنجا کرتے۔

☆ اور آپ پردہ کرتے،

☆ اور آپ کھڑے کھڑے پیشاب نہیں کرتے، مگر نادر طور پر۔

اور جب آپ وضو فرماتے تو وضو کے پانی کے استعمال میں میانہ روی اختیار کرتے، اور آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلے تین بار دھونے سے

شروع کرتے، پھر آپ تین بار کلی کرتے اور ناک میں پانی ڈالتے، اس کے لئے تین لپ لیتے، اور ہر لپ کا آدھا حصہ منھ اور آدھا حصہ ناک کے لئے استعمال کرتے، آپ داہنے ہاتھ سے ناک میں پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ سے ناک جھاڑتے، روزہ دار نہ ہونے کی صورت میں ناک میں خوب پانی ڈالنے کا حکم فرماتے، پھر اس کے بعد آپ اپنے چہرہ کو تین بار دھوتے، اور اپنے سر کے بال اگنے کی جگہ سے اپنی داڑھی تک دھوتے، اور کبھی کبھی داڑھی کا خلال کرتے، پھر آپ اپنی انگلیوں کے آخری حصے سے لیکر کہنی سمیت اپنے دونوں ہاتھوں کو تین بار دھوتے، اور انگلیوں کے بیچ خلال کرنے کی طرف بلایا، پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کا مسح کرتے، اپنے سر کے اگلے حصہ سے شروع کرتے، پھر انہیں گدی تک لے جاتے، پھر اپنے دونوں ہاتھ اسی جگہ واپس لے آتے جہاں سے مسح شروع کیا تھا، پھر آپ اپنے دونوں کانوں کا اس کے ظاہر و باطنی حصوں پر مسح کرتے، پھر اپنے دونوں پیروں کو تین بار ٹخنے تک دھوتے، اور اللہ کے نبی محمد ﷺ نے فرمایا:

«مَا مِنكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ -أَوْ فَيُسْبِغُ- الْوَضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ».

”جو کوئی تم میں سے وضو کرے اچھی طرح پورا وضو، پھر کہے: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ یعنی گواہی دیتا ہوں میں کوئی

عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور محمد ﷺ اس کے بندے ہیں اور بھیجے ہوئے ہیں۔ کھولے جائیں گے اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے جس میں سے چاہے جائے“ (مسلم: 234)۔

اور کبھی آپ اس سے زیادہ فرماتے:

«اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ، وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ».

”اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں میں سے بنا دے“ (ترمذی: 55، صحیح)۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ -أَوِ الْمُؤْمِنُ- فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ -أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ-، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ -أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ-، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ -أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ- حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ».

”جب بندہ مسلمان یا مؤمن (یہ شک ہے راوی کا) وضو کرتا ہے اور منہ دھوتا ہے، تو اس کے منہ سے وہ سب گناہ (صغیرہ) نکل جاتے ہیں، جو اس نے آنکھوں سے کئے پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ، (جو منہ سے گرتا ہے یہ بھی شک ہے راوی کا) پھر جب ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں میں سے ہر ایک گناہ جو ہاتھ سے کیا تھا، پانی کے ساتھ یا آخری

قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے، پھر جب پاؤں دھوتا ہے تو ہر ایک گناہ جس کو اس نے پاؤں سے چل کر کیا تھا، پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے، یہاں تک کہ سب گناہوں سے پاک صاف ہو کر نکلتا ہے"۔ (مسلم: 244)۔

اور رسول اللہ ﷺ اپنی تہجد کی نماز میں کل گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے جیسا کہ اس کی تفصیل حدیث میں یوں ہے:

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ، كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ؟ قَالَتْ: «مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ، وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا».

"ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے رمضان کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے، رمضان ہو یا غیر رمضان، چار رکعت ایسی پڑھتے تھے کہ ان کا حسن اور طول کچھ نہ پوچھو، پھر چار رکعت ایسی پڑھتے تھے کہ ان کا حسن اور طول کچھ نہ پوچھو، پھر تین رکعت پڑھتے تھے یعنی وتر کی"۔ (بخاری: 3569، مسلم: 738)۔

اور کبھی آپ ﷺ تہجد کی تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللہ ﷺ، فَقَالَتْ: «كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي ثَمَانَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ يُوتِرُ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ».

”ابوسلمہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی (رات کی) نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: تیرہ رکعت پڑھتے، آٹھ رکعت کے بعد وتر پڑھتے، پھر دو رکعت پڑھتے بیٹھ کر، اور جب ارادہ کرتے رکوع کا کھڑے ہوتے اور رکوع کرتے، دو رکعت پڑھتے صبح کی اذان اور تکبیر کے بیچ میں“ (مسلم: 738)۔

آپ ﷺ تہجد کے بعد داہنے کروٹ لیٹ جاتے۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس موذن آتے، پھر آپ کھڑے ہوجاتے اور ہلکی فجر کی دو رکعتیں پڑھتے، اور ان دونوں میں سورہ کافرون و اخلاص پڑھتے، اور کبھی آپ ﷺ فجر کی دو رکعتیں پڑھنے کے بعد داہنے کروٹ لیٹ جاتے۔

اس کی طرف اشارہ ایک حدیث میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ: «أَنَّ رَسُولَ اللہ ﷺ، كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ».

”ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ رات کو

گیارہ رکعت پڑھتے اور اس میں سے ایک رکعت وتر کی ہوتی تھی پھر جب پڑھ چکتے تو داہنی کروٹ لیٹ جاتے۔یہاں تک کہ مؤذن آتا تب دو رکعت ہلکی پڑھتے" (مسلم: 736)۔

اس کی طرف اشارہ ایک حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: «أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ».

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی دو سنتوں میں «قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ» اور «قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ» پڑھی" (مسلم: 726)۔

اور جب موذن کی اذان سنتے تو موذن ہی کے طرح اسے دہراتے،یہاں تک کہ جب وہ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہتے تو اس کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ پڑھتے:

عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَانَ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ قَالَ مِثْلَ مَا يَقُولُ، حَتَّى إِذَا بَلَغَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ: «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ».

"ابو رافع سے مروی ہے، وہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ سے کہ آپ جب موذن کو سنتے تو ویسے ہی آپ بھی فرماتے، لیکن جب مو ذن حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ پر پہنچتے تو آپ ﷺ اس کی جگہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ پڑھتے یعنی برائیوں سے پھرنے اور بھلائی بجا لانے کی قوت صرف اللہ سے مل سکتی ہے" (مسلم:۳۸۵ مفصلا، مسند احمد/27190، صحیح لغیرہ واللفظ لہ)۔

اور آپ نے فرمایا ﷺ جس نے اسے دل سے کہا وہ جنت میں داخل ہوگا، اور اذن کے بعد آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں ہے (مسلم: 384)۔

اور ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اذان سن کر یہ دعا پڑھی:

« اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلاَةِ القَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الوَسِيلَةَ وَالفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ ».

"اے اللہ! اس کامل دعا اور ہمیشہ قائم رہنے والی نماز کے رب! محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلہ عطا فرما اور آپ کو مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے تو قیامت کے دن اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جائے گی" (بخاری: 614)۔

وضاحت:

☆ وسیلہ:

جنت کے درجات میں سے ایک اعلیٰ درجہ کا نام ہے۔

☆ فضیلہ:

وہ اعلیٰ مرتبہ ہے جو نبی اکرم ﷺ کو خصوصیت کے ساتھ تمام مخلوقات پر حاصل ہو گا، اور یہ بھی احتمال ہے کہ وسیلہ ہی کی تفسیر ہو۔

☆ مقام محمود :

یہ وہ مقام ہے جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو عطا فرمائے گا اور اسی جگہ آپ وہ شفاعت عظمیٰ فرمائیں گے جس کے بعد لوگوں کا حساب و کتاب ہو گا۔

اور ایک حدیث میں اللہ کے نبی نے یوں فرمایا کہ مؤذن کی اذان سن کر جس نے یہ کہا:

« أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ».

"میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی اور دوسرا معبود نہیں ہے، اللہ تعالیٰ یکتا ہے، اور اس کا کوئی شریک نہیں، اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، میں اللہ کی ربوبیت اور محمد ﷺ کی رسالت سے مسرور وخوش ہوں، اور میں نے مذہب اسلام کو قبول کر لیا ہے، تو ایسے شخص کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں" (مسلم:386)۔

پھر آپ نماز کے لئے نکل پڑتے، اور مسجد جاتے ہوئے راستے میں یہ دعا پڑھتے :

«اللهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَفِي بَصَرِي نُورًا، وَفِي سَمْعِي نُورًا، وَعَنْ يَمِينِي نُورًا، وَعَنْ يَسَارِي نُورًا، وَفَوْقِي نُورًا، وَتَحْتِي نُورًا، وَأَمَامِي نُورًا، وَخَلْفِي نُورًا، وَعَظِّمْ لِي نُورًا».

"یا اللہ! کر دے میرے دل میں نور، اور آنکھ میں نور، اور کان میں نور، اور میرے دائیں نور، اور میرے بائیں نور، اور میرے اوپر نور، اور میرے نیچے نور، اور میرے آگے نور، اور پیچھے نور، اور بڑھا دے میرے لئے نور" (مسلم: 763)۔

اور ایک حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

«بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

"اندھیری راتوں میں مسجدوں کی طرف چل کر جانے والوں کو قیامت کے دن پوری روشنی کی خوشخبری دے دو" (أبو داود: 561، ترمذی: 223، صحیح)۔

جب اللہ کے نبی مسجد میں داخل ہوتے تو پہلے اپنا داہنا پیر بڑھاتے، اور یہ دعا پڑھتے:

«أَعُوذُ بِاللهِ الْعَظِيمِ، وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ، وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ، مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ».

"میں اللہ عظیم کی، اس کی ذات کریم کی اور اس کی قدیم بادشاہت کی مردود شیطان سے پناہ چاہتا ہوں" (أبو داود: 466، صحیح)۔

اور جب آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوتے اور جب آپ مسجد سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے:

"رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

«بِسْمِ اللهِ، وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ».

”میں اللہ کا نام لے کر داخل ہوتا ہوں، اور رسول اللہ پر سلام ہو، اے اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے، اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے“۔

اور جب نکلتے تو یہ دعا پڑھتے:

«بِسْمِ اللهِ، وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ».

”میں اللہ کا نام لے کر جاتا ہوں، اور رسول اللہ پر سلام ہو، اے اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے، اور اپنے فضل کے دروازے مجھ پر کھول دے“ (ابن ماجه: ۷۷۱، صحیح تراجع الألبانی: رقم: 510)۔

اور مسجد سے نکلنے کے وقت یہ دعا مستحب ہے:

«اللَّهُمَّ اعْصِمْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ».

”اے اللہ! مردود شیطان سے میری حفاظت فرما“ (ابن ماجه: ۷۷۳، صحیح ومصباح الزجاجة: 291)۔

نماز کے متعلق نبی اکرم ﷺ کی رہنمائی

نماز آپ کے آنکھوں کی ٹھنڈک اور راحت تھی، اور سخت دنیاوی مصیبتوں میں گھرنے کے وقت آپ کی گھبراہٹ کو دور کرنے والی تھی، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے:

«كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ، صَلَّى».

"نبی اکرم ﷺ کو جب کوئی معاملہ پیش آتا تو آپ نماز پڑھتے" (أبو داود: 1319، حسن)۔

رسول اللہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو مسواک سے اپنے منہ کو صاف کرتے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: «كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ».

"حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے تو اپنا منہ مسواک سے صاف کرتے تھے" (بخاری: 245، مسلم: 255)۔

اور رسول اللہ ﷺ سامنے سترہ رکھ کر نماز پڑھتے تھے، اور آپ

سترے سے قریب ٹھہرتے تھے، اور چھوٹا نیزہ (برچھا) آپ اپنے سامنے سترہ جیسا رکھ لیتے، اور پھر نماز پڑھتے (بخاری: ۴۹۴، مسلم: 501)۔

اور رسول اللہ ﷺ نے نمازی کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنے سامنے سے کسی کو قطعا نہ گذرنے دے، اور اگر وہ گذرنے کی کوشش کرے تو اسے ہٹا دے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ».

”جب کوئی شخص نماز کسی چیز کی طرف منہ کر کے پڑھے، اور اس چیز کو آڑ بنا رہا ہو، پھر بھی اگر کوئی سامنے سے گزرے تو اسے روک دینا چاہیے، اگر اب بھی اسے اصرار ہو تو اسے لڑنا چاہیےکیونکہ وہ شیطان ہے“ (بخاری: 505، مسلم: 509)۔

آپ قبلہ رخ کھڑے ہوتے، اس کے بعد آپ کہتے :

اللہ اکبر، آپ اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو لمبا کئے ہوئے ہوتے اور انہیں اپنے دونوں کانوں کے لو کے برابر یا اپنے دونوں کندھوں کے برابر قبلہ رخ کرتے ہوئے اٹھاتے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ أَبِيهِ: «أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ،

رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ أَيْضًا، وَقَالَ: سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ، وَكَانَ لاَ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ».

”عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے، اسی طرح جب رکوع کے لیے «اللہ اکبر» کہتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو دونوں ہاتھ بھی اٹھاتے (رفع یدین کرتے) اور رکوع سے سر مبارک اٹھاتے ہوئے «سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ» کہتے تھے۔ سجدہ میں جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے“ (بخاری: 735، 736)۔

پھر آپ اپنے داہنے ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کے ظاہری حصے پر رکھ کر سینے پر رکھتے تھے، اور اپنے سجدے کی جگہ دیکھتے تھے، اور اپنی نگاہ کو نماز سے نکلنے تک سجدے کی جگہ سے نہیں پھیرتے تھے (رواه البيهقي والحاكم وصححه الألباني)۔

پھر آپ ﷺ دعائے استفتاح پڑھتے:

«اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ، كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ المَشْرِقِ وَالمَغْرِبِ، اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالبَرَدِ».

”اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری کر جتنی مشرق اور مغرب میں ہے، اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک کر

جیسے سفید کپڑا میل سے پاک ہوتا ہے، اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولے سے دھو ڈال“ (بخاری: 744، مسلم: 598)۔

یا چاہے اس کی جگہ یہ دعا پڑھ لے:

«سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلاَ إِلَهَ غَيْرُكَ».

”اے اللہ! تو ہر عیب سے پاک ہے، میں تیری حمد بیان کرتا ہوں، اور تیرا نام با برکت ہے، اور تیری ذات بلند و برتر ہے، اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں“۔ (سنن ابوداود: 775، سنن الترمذی: 242، سنن ابن ماجہ: 804، حم 3/50) (صحیح، ارواء الغلیل: 341)

آپ ﷺ اللہ کی پناہ چاہتے اور پھر یہ دعا پڑھتے:

«أَعُوذُ باللهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ، وَنَفْخِهِ، وَنَفْثِهِ».

”میں اللہ سمیع و علیم کی شیطان مردود سے پناہ چاہتا ہوں، اس کے وسوسوں سے، اس کے کبر و نخوت سے اور اس کے اشعار اور جادو سے“ (أبو داود: 775، ترمذی: 242، صحیح)۔

پھر آپ ﷺ پڑھتے: «بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ» لیکن آپ بآواز بلند نہیں کہتے بلکہ آہستہ کہتے۔

اس کے بعد جب آپ ﷺ سورہ فاتحہ کی تلاوت کرتے تو ہر آیت پر ٹھہرتے، آپ یوں پڑھتے:

«الحمْدُ لله رَبِّ الْعَالَمِيْنَ» اس کے بعد آپ تھوڑی دیر ٹھہرے رہتے پھر پڑھتے: « اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ » اس کے بعد آپ تھوڑی دیر ٹھہرے رہتے پھر پڑھتے: « مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ» پھر ایسے ہی آپ سورت کے اخیر تک پڑھتے۔

اور اسی طرح آپ کی پوری قراءت ہوتی کہ آپ ہر آیت کے شروع میں ٹھہر جاتے اور اسے بعد والی آیت سے نہیں جوڑتے، اور آپ اپنی قراءت میں مد (کھینچتی) کرتے، اور جب سورہ فاتحہ ختم ہوجاتی تو آپ آمین کہتے، اور اسے بلند آواز سے اور آواز کو کھینچ کر کہتے، اور آپ نے یہ اطلاع دی کہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کے موافق ہوگیا تو اس کے پچھلے گناہ معاف کردئے جائیں گے جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

« إِذَا أَمَّنَ الإِمَامُ، فَأَمِّنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ المَلاَئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ»، وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَكَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ: آمِينَ».

"جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ کیونکہ جس کی آمین ملائکہ کے آمین کے ساتھ ہوگئی اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ آمین کہتے تھے" (بخاری: 780، مسلم: 410)۔

اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد نماز فجر میں آپ طوال مفصل (سورہ ق سے مرسلات تک) پڑھتے تھے، اور اس میں ساٹھ سے سو آیتوں تک

کی تلاوت فرماتے تھے، اور کبھی کبھی آپ غیر مفصل کی تلاوت فرماتے، اور جمعہ کی فجر کی نماز میں پہلی رکعت میں سورہ (اَلم تنزیل) سجدہ پڑھتے، اور دوسری رکعت میں سورہ (ھل اَتیٰ علی الاِنسان) پڑھتے، اور ظہر کے شروع کے دو رکعتوں میں سے ہر ایک رکعت میں تیس آیت کے مقدار پڑھتے، اور اخیر کی دو رکعتوں میں سے ہر ایک رکعت میں پندرہ آیت یا اس کے آدھا پڑھتے، اور عصر کی شروع کی دو رکعتوں میں سے ہر ایک رکعت میں پندرہ آیت کے مقدار تلاوت فرماتے، اور اس کے آخری دونوں رکعتوں میں سے ہر ایک رکعت میں اس کے نصف کے مقدار پڑھتے تھے، اور کبھی کبھی ظہر و عصر کی آخری کی دونوں رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ کی قراءت پر اکتفا کرتے، اور کبھی کبھی آپ آیتوں کو دوران قراءت مقتدین کو سناتے تھے، اور نماز مغرب میں آپ کبھی قصار مفصل (سورہ الضحیٰ سے الناس تک) پڑھتے تھے، اور کبھی آپ قصار مفصل کے علاوہ سورہ طور و اعراف کی تلاوت کرتے تھے، اور عشاء کی نماز میں آپ وساط مفصل (سورۃ عم سے الضحیٰ تک) پڑھتے تھے۔

اور جب قراءت سے فارغ ہوتے تو اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے (رفع الیدین کرتے)، اور اللہ اکبر کہتے اور رکوع میں چلے جاتے، اور اپنے دونوں ہتھیلیوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے اس طرح رکھتے کہ جیسے اسے پکڑے ہوئے ہیں، اور اپنی انگلیوں کے درمیان کشادہ رکھتے، (یعنی اسے سمیٹتے نہیں) اوراپنی دونوں کہنیوں کو اپنے پہلو سے الگ رکھتے،

اور اپنی پشت بچھاتے اور اسے برابر رکھتے، اور بحالت رکوع نہ سر کو پیٹھ سے جھکائے رکھتے اور نہ ہی اسے اونچا رکھتے بلکہ اس کے درمیان رکھتے، اور بحالت رکوع یہ دعا تین بار پڑھتے «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ» "میرے عظمت والے رب کی ذات پاک ہے" اور کبھی اس عدد سے زیادہ بھی پڑھتے، اور کبھی اس زیادہ دعا کرتے اور کہتے «سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلاَئِكَةِ وَالرُّوحِ»۔

"پاک ہے وہ اللہ برکت والا، فرشتوں کا اور روح کا پروردگار ہے" (مسلم: 487)۔

اور کبھی یہ دعا پڑھتے «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي». "اے اللہ ہمارے رب! تیری ذات پاک ہے، اور ہم تیری حمد کے تیری پاکی بیان کرتا ہوں، اے اللہ !ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے" اور انہیں دعاوں کو اپنے رکوع و سجود میں کثرت سے پڑھتے تھے۔

اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«أَلاَ وَإِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا، فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ، وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ».

"اور تم کو معلوم رہے کہ مجھے رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ رکوع میں تو اپنے رب کی بڑائی بیان کرو (یعنی «سُبْحَانَ ربِّي العظيم»... کہو) اور سجدہ کے اندر دعا میں کوشش کرو تو تمہاری دعا قبول ہو" (مسلم: 6817)۔

پھر آپ اپنی پشت رکوع سے اٹھاتے اور یہ دعا پڑھتے «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» ”سن لی اللہ نے اس کی جس نے اس کی تعریف کی“۔

اور رکوع سے کھڑے ہوتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے (رفع الیدین کرتے) اور کھڑے ہونے کی حالت میں یہ دعا پڑھتے «رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ». ”اے ہمارے رب تیرے ہی لئے حمد و ثنا ہے“ اور کبھی بغیر واو کے کہتے «رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ». اور کبھی اس سے پہلے اللھم بڑھا لیتے اور واو کے ساتھ کہتے «اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ». اور کبھی بلا واو کے کہتے «اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ»۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا قَالَ الإِمَامُ سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».
”جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا ولک الحمد کہو۔ کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ ہو گا، اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے“ (بخاری: 796، مسلم: 409)۔

اور رسول اللہ ﷺ نے اقرار کیا جس نے اس کے بعد یہ دعا پڑھی:

«حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ».

جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث ہے:

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ، قَالَ: كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ»، قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ: رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: «مَنِ المُتَكَلِّمُ» قَالَ: أَنَا، قَالَ: «رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلاَثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ».

”رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» کہتے، ایک شخص نے پیچھے سے کہا «رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ» آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا کہ کس نے یہ کلمات کہے ہیں، اس شخص نے جواب دیا کہ میں نے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ ان کلمات کو لکھنے میں وہ ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتے تھے“ (بخاری: 799)۔

اور کبھی آپ ﷺ اس دعا کا اضافہ فرما لیتے تھے:

«مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ».

”آسمانوں اور زمین کے برابر اور جو کچھ تو اس کے بعد چاہے اس کے برابر“ (ترمذی: 3423، حسن صحیح)۔

پھر آپ اللہ اکبر کہتے اور سجدے کے لئے جھک جاتے، اور آپ اپنی ناک اور پیشانی کو زمین پر رکھ دیتے، اور اپنی دونوں ہتھیلیوں پر ٹیک لگاتے، اور ان دونوں کو پھیلائے رکھتے، اور ان پر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں

کو ملائے رکھتے اور انہیں قبلہ رخ کرتے، اور اپنے دونوں کندھوں کے برابر یا پھر اپنے دونوں کانوں کے برابر رکھتے، اور اپنے دونوں گھٹنوں اوردونوں پیروں کی انگلیوں کے سرے کو زمین پر ٹکا دیتے، او ر ان دونوں کی انگلیوں کے کنارے کو قبلہ رخ رکھتے، اور دونوں ران و دونوں پنڈلیوں کے بیچ کشادہ رکھتے، اور دونوں رانوں اور پیٹ کے درمیان کشادہ رکھتے، اور اپنے دونوں بازووں کو اپنے پہلووں سے دور رکھتے،یہاں تک کہ پیچھے سے آپ کےبغل کی سفیدی جھلکتی تھی (بخاری: 828)۔

آپ ﷺ اپنے سجدوں میں یہ دعا تین بار پڑھتے تھے «سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى» "میرے بلند و بالا رب کی ذات پاک ہے" (أبو داود: 871، صحیح)۔

اور کبھی آپ ﷺ اسی دعا کوتین سے زیادہ بار پڑھتے تھے، اور آپ ایسے ہی دعا پڑھتے جیسا کہ ہم نے رکوع کے اذکار کے ضمن میں بیان کیا ہے، اور آپ دعا فرماتے اور یوں پڑھتے:

«اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ: دِقَّهُ وَجِلَّهُ، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، وَعَلاَنِيَتَهُ وَسِرَّهُ».

"اے اللہ! بخش دے میرے سب گناہوں کو تھوڑے ہوں یا بہت، اول ہوں یا آخر، چھپے ہوں یا کھلے" (مسلم: 483)۔

اور کبھی آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے:

«اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ».

”اے اللہ! میں نے تیرے لیے ہی سجدہ کیا ور تجھ پر یقین لایا اور میں تیرا فرمانبردار ہوں۔ میرے منہ نے اس کے لیے سجدہ کیا جس نے اسے بنایا ہے اور تصویر کھینچی ہے اور اس کے کان اور آنکھوں کو چیرا، بڑی برکت والا ہے سب بنانے والوں سے اچھا“ (مسلم: 771)۔

اور کبھی یہ دعا پڑھتے:

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لاَ أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ».

”اے اللہ! میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی، تیری سزا سے تیری معافی کی اور تجھ سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں تیری تعریف شمار نہیں کر سکتا، تو اسی طرح ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف کی ہے“ (مسلم: 446)۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ».

”بندہ سجدہ میں اپنے پروردگار سے بہت نزدیک ہوتا ہے تو سجدہ میں بہت دعا کرو“ (مسلم: 482)۔

پھر آپ اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے سے اپنا سر اٹھاتے، یہاں تک کہ بالکل برابر آپ بیٹھ جاتے، آپ اپنے بائیں پیر کو بچھا کر اسی پر بیٹھ جاتے، اور اپنا داہنا پیر کھڑا رکھتے اور اس کی انگلیوں کو قبلہ رخ کر لیتے،

اور اپنے دونوں ہتھیلیوں کو اپنے دونوں رانوں پر یا دونوں گھٹنوں پر رکھ لیتے، اور یہ دعا پڑھتے :

«رَبِّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاجْبُرْنِي، وَارْفَعْنِي، وَاهْدِنِي، وَعَافِنِي، وَارْزُقْنِي».

”اے میرے رب! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم کر، مجھ کو ضائع شدہ چیزوں کا بدلہ دیدے، اور مجھے بلندی عطا فرما، مجھے ہدایت عطا فرما، اور مجھے عافیت دے دے، اور مجھے رزق دے“ (أبو داود: 850، ترمذی: 284، صحیح)۔

اور کبھی آپ یہ پڑھتے تھے:

«رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي».

”اے میرے رب! مجھے بخش دے، اے میرے رب! مجھے بخش دے“

اور دونوں سجدوں کے درمیان کا جلسہ آپ اتنا لمبا کرتے کہ وہ آپ کے سجدے کے قریب تک ہو جاتا، پھر آپ سجدہ کرتے اور اس سجدہ میں وہی کرتے جو کہ آپ سجدہ اولی میں کرتے تھے، پھر اس کے بعد آپ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو جاتے۔

اور آپ ﷺ کے تشہد میں بیٹھنے کا انداز یہ تھا کہ آپ اپنے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو اپنے ران پر یا داہنے گھٹنے پر رکھتے اور انگوٹھے سے جڑی شہادت کی انگلی سے قبلہ کی طرف اشارہ فرماتے، اور اسے حرکت دیتے رہتے، اور دعا کرتے، اور اپنی نگاہ اسی پر رکھتے، اور اپنے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کی باقی ساری انگلیوں کو سمیٹ لیتے، یا انگوٹھے اور

بیچ والی انگلی کے درمیان حلقہ (گول دائرہ) بناتے، اوراپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کواپنے ران پر یا گھٹنے پر پھیلائے ہوئے رکھتے، اور پھر تشہد کو متعدد صیغوں کے ساتھ پڑھتے، انہیں میں سے ایک یہ ہے:

«التَّحِيَّاتُ لله، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهَّ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهَّ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا الله، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

”آداب بندگیاں اللہ کے لیے ہیں، اور نماز اور پاکیزہ خیرات اللہ ہی کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت، اور اس کی برکتیں نازل ہوں، اور سلام ہو ہم پر، اور اللہ کے تمام نیک و صالح بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے، اور رسول ہیں“ (بخاری: 1202، مسلم: 402)۔

پھر جن صیغوں میں درود آئی ہے انہیں صیغوں میں آپ اپنے اوپر درود بھیجتے، انہیں میں سے یہ درود ہے:

«اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ».

”اے اللہ محمد وآل محمد کی مدح وستائش ملأ أعلی میں فرما جیسا کہ تو نے

ابراہیم اور آل ابراہیم کی ستائش فرمائی ہے، بیشک تو لائق تعریف بزرگ ہے، اے اللہ ! جو بھلائیاں تونے ابراہیم اور اٰل ابراہیم کو عطا کی ہیں وہ سب بھلائیاں محمد و اٰل محمد کو عطا فرما، اور انہیں بڑھا کر کئی گنا کردے یقینا تو لائق تعریف ہے" (بخاری: 3370، مسلم: 406)۔

اور رسول اللہ ﷺ جب تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور رفع الیدین کرتے، اور جب آپ آخری تشہد میں بیٹھتے تو آپ وہی کرتے جو پہلی تشہد میں کرتے تھے، البتہ آپ اس میں تورک کرتے ہوئے بیٹھتے، اور وہ اس طرح سے کہ اپنے داہنے پیر کو کھڑا رکھتے اور اپنے بائیں پیر کو داہنے پیر کے پنڈلی وران کے نیچے کردیتے تھے، اور یہ فرماتے:جب تم میں کوئی تشہد سے فارغ ہو جائے تو چار چیزوں سے اللہ کی پناہ چاہے، آپ اس طرح فرماتے :

«اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ».

"یا اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے عذاب سے اور دجال کے فتنہ کے شر سے" (مسلم: 588)۔

پھر اپنے لئے جو چاہے دعا کرے، اور آپ ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سکھلائی کہ یہ دعا پڑھیں :

«اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الغَفُورُ الرَّحِيمُ».

"اے اللہ! میں نے اپنی جان پر (گناہ کر کے) بہت زیادہ ظلم کیا، پس گناہوں کو تیرے سوا کوئی دوسرا معاف کرنے والا نہیں، مجھے اپنے پاس سے بھرپور مغفرت عطا فرما، اور مجھ پر رحم کر کہ مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا بیشک وشبہ تو ہی ہے" (بخاری: 834)۔

اور آپ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت فرمائی کہ وہ ہر نماز کے پیچھے یہ دعا پڑھیں:

«اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ».

"اے اللہ! اپنے ذکر، شکر اور اپنی بہترین عبادت کے سلسلہ میں میری مدد فرما" (أبو داود: 1522، صحیح)۔

اور آپ ﷺ تشہد اور سلام پھیرنے کے درمیان آخری دعا یہ پڑھتے تھے:

«اللهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ».

"یا اللہ! بخش مجھ کو جو میں نے آگے کیا اور جو میں نے پیچھے کیا، اور جو چھپایا اور جو ظاہر کیا، اور جو حد سے زیادہ کیا، جو تو جانتا ہے مجھ سے

بڑھ کر، تو سب سے پہلے تھا، اور سب کے بعد رہے گا، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں“ (مسلم: 771)۔

پھر آپ ﷺ اپنے داہنے طرف اس لفظ کے ساتھ سلام کرتے: (السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ الله) ”تم لوگوں پر اللہ کی سلامتی اور اس کی رحمت ہو“ اور آپ اپنے سر کو اتنا موڑتے کہ آپ کے داہنے رخسار کی سفیدی دکھائی پڑتی، پھر آپ (السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ الله) کہتے ہوئے اپنے بائیں جانب موڑتے یہاں تک کہ آپ کے بائیں رخسار کی سفیدی دکھائی پڑتی۔

اور جب آپ سلام پھیر لیتے تو آپ تین بار «أَسْتَغْفِرُ اللهَ» ”اے اللہ میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں“ کہتے، اس کے بعد یہ دعا پڑھتے:

«اللهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ».

”اے اللہ تو ہی سلام ہے، تیری ہی طرف سے سلام ہے، تو بڑی برکت والا ہے، اے جلال اور بزرگی والے“ (مسلم: 591)۔

پھر آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے:

«لَا إِلَهَ إِلَّا الله وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الجَدِّ مِنْكَ الجَدُّ».

”کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت ہے، اسی کے لیے حمد ہے، وہ ہر چیز پر قادر

ہے۔ اے اللہ! جو تو دے، اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو تو روک دے، اسے کوئی دے نہیں سکتا اور مالدار کو اس کی مال داری نفع نہیں دے سکتی" پڑھتے تھے" (بخاری: 3370، مسلم: 771)۔

اور یہ دعا بھی پڑھتے تھے :

«لَا إِلَهَ إِلَّا الله وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله، لَا إِلَهَ إِلَّا الله، وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ، وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ».

"کوئی معبود لائق عبادت کے نہیں، نہ اس کا کوئی شریک ہے، اسی کی ہے سلطنت، اور اسی کے لئے ہے سب تعریف، اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے، اور نہ گناہ سے بچنے کی طاقت، نہ عبادت کرنے کی قوت ہے مگر ساتھ اللہ کے، نہیں کوئی معبود لائق عبادت کے سوائے اللہ کے، اور نہیں پوجتے ہم مگر اسی کو، اس کا ہے سب احسان اور اسی کو سب بزرگی اور اسی کے لئے سب تعریف اچھی، نہیں ہے کوئی معبود عبادت کے لائق مگر اللہ، ہم صرف اسی کی عبادت کرنے والے ہیں، اگرچہ کافر برا مانیں" (مسلم: 594)۔

اور یہ دعا بھی پڑھتے:

«رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ».

"اے میرے رب! مجھے اس دن کے عذاب سے بچا لے جس دن کہ تو مردوں کو اٹھا کر زندہ کرے گا" (ترمذي: 3399، صحیح)۔

اور آپ نے اپنی امت کو یہ ترغیب دی کہ ہر نماز کے بعد «سُبْحَانَ اللهِ» تینتیس (33) بار کہیں، اور «الْحَمْدُ للهِ» تینتیس (33) بار کہیں، اور «اللهُ أَكْبَرُ» تینتیس (33) بار کہیں، اور سو پورا کرنے کے لئے یہ کہیں «لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ»۔

"کوئی معبود لائق عبادت کے نہیں، نہ اس کا کوئی شریک ہے، اسی کی ہے سلطنت، اور اسی کے لئے ہے سب تعریف، اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے"۔

اور آپ ﷺ نے یہ بتایا کہ جس نے یہ دعا پڑھی اس کا بدلہ یہ ہے:

«غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ».

"اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کی طرح ہوں" (مسلم: 597)۔

اور آپ بلند آواز میں ذکر کرتے تھے، اور تسبیح کو اپنی انگلیوں پر گنتے تھے۔

اور آپ نے یہ خبر دی :

«مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ، إِلَّا الْمَوْتُ».

"جس شخص نے ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی کی تلاوت کی تو

اسے جنت میں جانے سے موت کے سوا کوئی چیز روکنے والی نہیں“ (صححہ الألباني في صحيح الجامع)۔

اور آپ ﷺ نے ہر نماز کے بعد معوذات (سورہ اخلاص، فلق، اور الناس) پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

اور آپ ﷺ جب نماز فجر کا سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے :

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا طَيِّبًا، وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا».

”اے اللہ! میں تجھ سے نفع بخش علم، پاکیزہ روزی اور مقبول عمل کا سوال کرتا ہوں“ (ابن ماجہ :925، صحیح)۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص تشہد کی طرح اپنے پیروں پر بیٹھے ہوئے نماز مغرب و فجر کے بعد یہ دعا دس بار پڑھے:

« لاَ إِلَهَ إِلاَّ الله وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» كَتَبَ الله لَهُ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ، وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ، وَكَانَتْ حِرْزًا مِنْ كُلِّ مَكْرُوهٍ، وَحِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، وَلَمْ يَحِلَّ لِذَنْبٍ أَنْ يُدْرِكَهُ إِلاَّ الشِّرْكُ، وَكَانَ مِنْ أَفْضَلِ النَّاسِ عَمَلاً، إِلاَّ رَجُلاً يَفْضُلُهُ، يَقُولُ أَفْضَلَ مِمَّا قَالَ».

”اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے، اسی کے لئے حمد و ثنا ہے، وہی موت و حیات

کا مالک ہے، اور وہی ہر چیز کر سکتا ہے"، تو اللہ ہر ایک کے بدلے دس نیکیاں لکھتا ہے، اور دس گناہ مٹاتا ہے، اور دس درجے بلند کرتا ہے, اور ہر مکروہ سے بچاؤ ہوجاتا ہے، اور شیطان مردود سے حفاظت کا ذریعہ ہوجاتا ہے، اور شرک کے علاوہ کوئی ایسا گناہ نہیں جو اس کو ہلاک کرے، اور وہ عمل کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے افضل ہے سوائے اس شخص کے جو اس سے افضل عمل کرے یا اس نے جو کہا ہے اس سے افضل دعا کرے" (حسنه لغيره الألباني في صحيح الترغيب).

اور رسول اللہ ﷺ پانچ وقتوں کی نمازوں پر مداومت کرنے والے تھے، اور آپ نے یہ بتلایا کہ اللہ تعالی نے دن و رات ملا کران پانچ وقت کی نمازوں کو اپنے بندوں پر فرض کیا ہے، اور آپ نے یہ بھی بتلایا کہ ان کے ذریعہ اللہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے (مسلم: 667)۔

اور جنہوں نے ان نمازوں کو اچھی طرح وضو کرکے خشوع و خضوع نیز انکساری کے ساتھ ادا کیا تو یہ اس کے پچھلے گناہوں کے لئے کفارہ بن جائیں گی، جب تک کہ وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب نہ ہوجائے، اور آپ نے اس بات کی بھی خبر دی کہ جس نے نماز چھوڑی اس نے کفر کیا، اور آپ نے مسجد میں نماز باجماعت پڑھنے کی ترغیب فرمائی، اور فرمایا:

«صَلاَةُ الرَّجُلِ فِي الجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلَى صَلاَتِهِ فِي بَيْتِهِ، وَفِي سُوقِهِ، خَمْسًا وَعِشْرِينَ ضِعْفًا، وَذَلِكَ أَنَّهُ: إِذَا تَوَضَّأَ، فَأَحْسَنَ الوُضُوءَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى المَسْجِدِ، لاَ يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلاَةُ، لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً، إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ، وَحُطَّ

عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ، فَإِذَا صَلَّى، لَمْ تَزَلِ الْمَلاَئِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ، مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ، وَلاَ يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلاَةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلاَةَ».

”آدمی کی جماعت کے ساتھ نماز گھر میں یا بازار میں پڑھنے سے پچیس درجہ زیادہ بہتر ہے، وجہ یہ ہے کہ جب ایک شخص وضو کرتا ہے اور اس کے تمام آداب کو ملحوظ رکھ کر اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر مسجد کا راستہ پکڑتا ہے، اور سوا نماز کے اور کوئی دوسرا ارادہ اس کا نہیں ہوتا، تو ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بڑھتا ہے، اور ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے، اور جب نماز سے فارغ ہو جاتا ہے تو فرشتے اس وقت تک اس کے لیے برابر دعائیں کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنے مصلے پر بیٹھا رہے، کہتے ہیں «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ» اے اللہ! اس پر اپنی رحمتیں نازل فرما، اے اللہ! اس پر رحم کر، اور جب تک تم نماز کا انتظار کرتے رہو گویا تم نماز ہی میں مشغول ہو“ (بخاری :647)۔

اور آپ نے ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگانے کا ارادہ کیاجو مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے، ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلاَةِ فَتُقَامَ، ثُمَّ آمُرَ رَجُلاً أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، ثُمَّ أَنْطَلِقَ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ إِلَى قَوْمٍ لاَ يَشْهَدُونَ الصَّلاَةَ، فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ».

”میں نے ارادہ کیا کہ میں نماز کی اقامت کا حکم دے دوں اور پھر ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھادے، پھر میں اپنے ہمراہ چند ایسے لوگوں کو جن کے ساتھ لکڑیوں کے گٹھے ہوں لے کر ایسی قوم کے پاس جاؤں جو نماز باجماعت میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو آگ سے جلادوں“ (بخاری: 633، مسلم :615)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ».

”جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی تو گویا آدھی رات تک نفل پڑھتا رہا (یعنی ایسا ثواب پائے گا) اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھی وہ گویا ساری رات نماز پڑھتا رہا“ (مسلم: 656)۔

اور آپ ﷺ نے اس بات کی بھی خبر دی کہ جس نے نماز عصر و فجر پڑھی وہ جنت میں داخل ہو گا۔

اور آپ ﷺ سنن رواتب پر ہمیشگی برتتے تھے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مجھے نبی کریم ﷺ سے دس رکعت سنتیں یاد ہیں:

«رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ المَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ العِشَاءِ فِي بَيْتِهِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلاَةِ الصُّبْحِ».

”دو رکعت سنت ظہر سے پہلے، دو رکعت سنت ظہر کے بعد، دو رکعت سنت مغرب کے بعد اپنے گھر میں، دو رکعت سنت عشاء کے بعد اپنے گھر میں اور دو رکعت سنت صبح کی نماز سے پہلے“۔

”اور یہ وہ وقت ہوتا تھا جب آپ ﷺ کے پاس کوئی نہیں جاتا تھا“ (بخاری :1180)۔

اور کبھی آپ ظہر سے پہلے اپنے گھر میں چار رکعتیں پڑھتے تھے۔

اور آپ مغرب کی سنت میں سورہ الکافرون و سورہ اخلاص اور فجر کی سنت میں کبھی ان دونوں کو پڑھتے تھے، اور کبھی پہلی رکعت میں سورہ بقرہ کی یہ آیت پڑھتے تھے:

﴿قُولُوٓاْ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيۡنَا وَمَآ أُنزِلَ إِلَىٰٓ إِبۡرَٰهِـۧمَ وَإِسۡمَٰعِيلَ وَإِسۡحَٰقَ وَيَعۡقُوبَ وَٱلۡأَسۡبَاطِ وَمَآ أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَآ أُوتِيَ ٱلنَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمۡ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ أَحَدٖ مِّنۡهُمۡ وَنَحۡنُ لَهُۥ مُسۡلِمُونَ﴾ [البقرۃ: 136]

”اے مسلمانو! تم سب کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی اور جو چیز ابراہیم اسماعیل اسحاق یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور جو کچھ اللہ کی جانب سے موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) اور دوسرے انبیا (علیہم السلام) دیئے گئے۔ ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے، ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں“۔

اور دوسری رکعت میں آل عمران کی یہ آیت پڑھتے تھے:

﴿قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَقُولُوا۟ ٱشْهَدُوا۟ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ [آل عمران: 64]

”آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آو جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں، نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں۔ پس اگر وہ منھ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں“۔

اور آپ ﷺ چاشت کی نماز پڑھتے تھے، اور آپ نے اس کے پڑھنے کی وصیت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرمائی، اور اس کے متعلق یہ بتائی کہ یہ بدن کے جوڑوں پر یومیہ صدقہ دینے کے لئے کافی ہے، یعنی یہ تین سو ساٹھ صدقہ کے برابر ہے۔

اور آپ ﷺ عصر سے پہلے چار رکعت -دو دو رکعت کر کے- پڑھتے تھے، اور آپ ﷺ نے اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

«رَحِمَ اللهُ امْرَأً صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا»

”اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں“ (ابو داود: 1271، حسن)۔

صبح و شام کے اذکار کے متعلق آپ ﷺ کی رہنمائی

اور آپ ﷺ نماز فجر ادا فرمانے کے بعد اپنے مصلی پہ بیٹھ کر سورج طلوع ہونے تک ذکر الہی میں مشغول رہتے، اور آپ صبح میں یہ دعا پڑھتے تھے:

«اللَّهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ النُّشُورُ».

"اے اللہ ہم نے صبح کی تیرے نام پر اور شام کی تیرے نام پر، جیتے ہیں تیرے نام پر، مرتے ہیں تیرے نام پر، اور مر کر تیرے ہی پاس ہمیں پلٹ کر جانا ہے" (ابو داود: 5068، صحیح)۔

اور جب شام ہوتی تو آپ ﷺ یوں دعا کرتے:

«اللَّهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ النُّشُورُ».

"اے اللہ! ہم نے تیرے ہی نام پر شام کی، اور تیرے ہی نام پر ہم جیتے ہیں، تیرے ہی نام پر مرتے ہیں اور تیری ہی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے" (ابو داود: 5068، صحیح)۔

اور کبھی آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے:

«أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لله، وَالْحَمْدُ لله لَا إِلَهَ إِلَّا الله، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ، رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ» وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذَلِكَ أَيْضًا: «أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لله».

"ہم نے شام کی اور اللہ کے ملک نے شام کی، شکر ہے اللہ کا، کوئی سچا معبود نہیں سوائے اللہ کے، جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی سلطنت ہے، اسی کو تعریف لائق ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے پروردگار! میں تجھ سے اس رات کی بہتری مانگتا ہوں اور اس رات کے بعد کی، اور پناہ اس رات کی برائی سے اور اس کے بعد کی برائی سے، اے پروردگار! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی اور بڑھاپے کی برائی سے، اے پروردگار! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں جہنم کے عذاب سے، اور قبر کے عذاب سے۔

(اور جب صبح ہوتی تو یہی دعا کرتے لیکن یوں فرماتے صبح کی ہم نے اور صبح کی اللہ کے ملک نے اخیر تک اور بجائے رات کے دن فرماتے)"

(مسلم: 2723)۔

اور کبھی آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے:

«أَصْبَحْنَا عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ، وَكَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ، وَدِينِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ، وَمِلَّةِ أَبِينَا إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا مُسْلِمًا».

”ہم نے فطرت اسلام پر، کلمہ اخلاص پر، اور اپنے نبی محمد ﷺ کے دین پر، اور اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر صبح کیا، اور ابراہیم علیہ السلام خالص مسلمان تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے“ (دارمی: ۲۷۳۰، صحیح الاسناد)۔

اور شام میں بھی یہی دعا پڑھتے، بس لفظ «أَصْبَحْنَا» کی جگہ لفظ «أَمْسَيْنَا» استعمال کرتے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح و شام ان دعاؤں کو نہیں چھوڑتے تھے:

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اللَّهُمَّ أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي، اللَّهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي، وَآمِنْ رَوْعَاتِي، وَاحْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ، وَمِنْ خَلْفِي، وَعَنْ يَمِينِي، وَعَنْ شِمَالِي، وَمِنْ فَوْقِي، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي».

”اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عفو اور عافیت کا طالب ہوں، اے اللہ! میں تجھ سے اپنے دین و دنیا اور اپنے اہل و مال میں معافی اور عافیت کا طالب ہوں، اے اللہ! میرے عیوب چھپا دے، میرے دل کو مامون کر دے، اور میرے آگے پیچھے، دائیں بائیں، اور اوپر سے میری حفاظت فرما، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں نیچے سے ہلاک کئے جانے سے یعنی دھنسا دیئے جانے سے۔“ (ابن ماجه: 3871، صحیح)۔

اور آپ ﷺ صبح و شام میں تین تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے تھے:

«اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي بَدَنِي، اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي سَمْعِي، اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي بَصَرِي، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ».

”اے اللہ! تو میرے جسم کو عافیت نصیب کر، اے اللہ! تو میرے کان کو عافیت عطا کر، اے اللہ! تو میری نگاہ کو عافیت سے نواز دے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں“ (ابو داود: 5090، حسن الاسناد)۔

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ، وَالْفَقْرِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ».

”اے اللہ! میں کفر و محتاجی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ! میں عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، تو ہی معبود برحق ہے“ (ابو داود: 5090، حسن الاسناد)۔

اور آپ ﷺ نے ہمیں یہ خبر دی کہ سید الاستغفار یہ ہے :

«اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ».

”اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں میں اپنی طاقت کے مطابق تجھ سے کئے ہوئے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں۔ ان بری حرکتوں کے عذاب سے جو

میں نے کی ہیں تیری پناہ مانگتا ہوں مجھ پر نعمتیں تیری ہیں اس کا اقرار کرتا ہوں۔ میری مغفرت کر دے کہ تیرے سوا اور کوئی بھی گناہ نہیں معاف کرتا۔" (بخاری: 6306)۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے دل سے ان کو کہہ لیا اور اسی دن اس کا انتقال ہو گیا شام ہونے سے پہلے، تو وہ جنتی ہے اور جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے رات میں ان کو پڑھ لیا اور پھر اس کا صبح ہونے سے پہلے انتقال ہو گیا تو وہ جنتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے یہ خبر دی کہ سورہ اخلاص، اور سورہ الناس اور سورہ الفلق جو شخص صبح میں اور شام میں تین تین بار پڑھے گا تو یہ اس کے لئے ہر چیز سے کافی ہو جائیں گی۔

اور جس شخص نے تین تین بار صبح و شام میں یہ دعا پڑھی تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی:

«بِسْمِ اللهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ، وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ».

"اس اللہ کے نام سے جس کے نام لینے سے زمین اور آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے، وہ سمیع و علیم یعنی سننے اور جاننے والا ہے" (ابن ماجہ: 3869، صحیح)۔

اور آپ ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ تعلیم دی کہ اس دعا کو صبح وشام پڑھتے رہیں:

«اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ عَالِمَ الغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي، وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ، وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلَى نَفْسِي سُوءًا أَوْ أَجُرَّهُ إِلَى مُسْلِمٍ».

”اے اللہ! آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے، کھلی ہوئی اور پوشیدہ چیزوں کے جاننے والے، کوئی معبود برحق نہیں ہے سوائے تیرے، تو ہر چیز کا رب (پالنے والا) اور اس کا بادشاہ ہے، اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے شر سے، شیطان کے شر اور اس کے جال اور پھندوں سے اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں اپنے آپ کے خلاف کوئی گناہ کر بیٹھوں، یا اس گناہ میں کسی مسلمان کو ملوث کر دوں“ (ترمذی: 3529، صحیح)۔

اور آپ ﷺ نے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کیا کہ وہ صبح و شام یہ دعا پڑھیں:

«يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ، أَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ، وَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ». [الصحيحة]

”اے ہمیشہ سے زندہ رہنے والے، اے پوری کائنات کے قائم کرنے والے، میں تیری رحمت کے وسیلے سے مدد مانگتا ہوں کہ میرے

سارے کام ٹھیک کر دے، اور پلک جھپکنے کے برابر بھی مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کر"۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ قَالَ: حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمْسِي: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، مِائَةَ مَرَّةٍ، لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ، إِلَّا أَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ عَلَيْهِ».

"جو شخص صبح کو اور شام کو «سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ» سو بار کہے قیامت کے دن اس سے بہتر کوئی عمل لے کر نہ آئے گا مگر جو اتنا ہی یا اس سے زیادہ کہے" (مسلم: 2692)۔

اور آپ ﷺ نے یہ بھی خبر دی کہ چاہے سمندر کے جھاگ کے مثل اس کے گناہ ہوں تب بھی وہ سارے گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذَلِكَ حَتَّى يُمْسِيَ، وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ، إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ».

"جو شخص دن بھر میں سو مرتبہ یہ دعا پڑھے گا «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ».

”نہیں ہے کوئی معبود، سوا اللہ تعالیٰ کے، اس کا کوئی شریک نہیں، ملک اسی کا ہے۔ اور تمام تعریف اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے “ تو اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ سو نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی اور سو برائیاں اس سے مٹا دی جائیں گی۔ اس روز دن بھر یہ دعا شیطان سے اس کی حفاظت کرتی رہے گی تاآنکہ شام ہو جائے اور کوئی شخص اس سے بہتر عمل لے کر نہ آئے گا، مگر جو اس سے بھی زیادہ یہ کلمہ پڑھ لے“۔ (بخاری: 3293، مسلم: 2691)۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ صَلَّى عَلَيَّ حِينَ يُصْبِحُ عَشْرًا، وَحِينَ يُمْسِي عَشْرًا، أَدْرَكَتْهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

”جس نے صبح میں اور شام میں میرے اوپر دس دس بار درود پڑھی اسے قیامت کے دن میری شفاعت نصیب ہوگی“ (حسّنه في صحيح الجامع)۔

صرف صبح میں پڑھی جانے والی دعا

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ: رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا، وَبِالإِسْلاَمِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، فَأَنَا الزَّعِيمُ لآخُذَنَّ بِيَدِهِ حَتَّى أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ». [الصحيحة].

”جس شخص نے صبح میں یہ دعا پڑھی: «رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا، وَبِالإِسْلاَمِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا» میں اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوا, تو میں ضامن ہوں کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں داخل کردو“۔

صرف شام میں پڑھی جانے والی دعا

رسول اکرم ﷺ نے یہ خبر دی کہ جس نے شام کے وقت تین بار یہ دعا پڑھی:

«أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ الله التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ».

”میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ چاہتا ہوں اس کی تمام مخلوقات کی برائی سے“ (مسند احمد :7898، صحیح)۔

اس دعا کے پڑھنے کے بعد اسے کسی زہریلے جانور کا زہر اس رات نقصان نہیں پہنچائے گا۔

حمۃ کا معنی: زہریلے جانوروں کا زہر جیسے اژدہا اور بچھو وغیرہ۔

کھانے اور پینے میں نبی اکرم ﷺ کی رہنمائی

رسول اکرم ﷺ کے کھانے کا انداز یہ تھا کہ موجود کھانے کو آپ واپس نہیں کرتے، اور غیر موجود کو تلاشنے کی تکلیف بھی نہیں دیتے، جو بھی حلال و پاکیزہ چیز آپ کے سامنے پیش کی جاتی اسے تناول فرمالیتے، اور اگر اسے آپ کا دل گوارہ نہیں کرتا تو بغیر حرام کئے چھوڑ دیتے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا، اگر آپ کو مرغوب ہوتا تو کھاتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ (بخاری: ۳۵۶۳)۔

اور کھانا پیش کرنے والے کی دل جوئی کی خاطر جو کھانا آپ تناول فرماتے اس کی تعریف کرتے۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ گھر والے بھوکے نہ رہیں گے جن کے پاس کھجور ہو“ (مسلم: 2246)۔

رسول اکرم ﷺ کے کھانے کا انداز یہ تھا کہ جو کچھ ملتا اسے کھا لیتے اور اگر آپ کو کچھ بھی نہ ملتا تو صبر کرتے، یہاں تک کی بعض دفعہ

آپ نے بھوک کی شدت سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لی، اور کبھی پورا پورا دن ایسے گذرتا کہ آپ کو ردی کھجور بھی حاصل نہ ہوتی جس سے آپ اپنا پیٹ بھر لیتے، جیسا کہ حدیث میں ہے:

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے تھے: کیا تم نہیں کھاتے اور پیتے جو چاہتے ہو، میں نے تمہارے پیغمبر ﷺ کو دیکھا ہے ان کو خراب کھجور بھی پیٹ بھر کر نہیں ملتی تھی (مسلم: 2977)۔

اور دو دو مہینے گذرجاتے آپ کے گھر کا چولہا نہیں جلتا تھا، جیسا کہ مسند امام احمد میں ہے کہ نہ تو روٹی پکتی تھی اور نہ ہی کوئی دوسرا پکوان ہوتا تھا بلکہ کھجور اور پانی پر گذارا فرماتے تھے (مسند احمد: 9249)۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب میرے پاس تشریف لاتے تو پوچھتے: کیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ جب میں کہتی: نہیں، تو فرماتے:

"میں روزے سے ہوں"، ایک دن آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، تو ہم نے کہا: اللہ کے رسول! ہمارے پاس ہدیے میں (کھجور، گھی اور پنیر سے بنا ہوا) ملیدہ آیا ہے، اور اسے ہم نے آپ کے لیے بچا رکھا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "لاؤ اسے حاضر کرو"۔

طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے روزے سے ہو کر صبح کی تھی لیکن روزہ توڑ دیا (ابو داود: 2455، حسن صحیح)۔

رسول اللہ ﷺ ہر ہفتہ دو دن –سوموار اور جمعرات– کو روزہ رکھتے تھے، جیسا کہ حدیث میں ہے:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ دوشنبہ اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے، تو پوچھا گیا: اللہ کے رسول! آپ دوشنبہ اور جمعرات کو روزہ رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

”دو شنبہ اور جمعرات کو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بخش دیتا ہے سوائے دو ایسے لوگوں کے جنہوں نے ایک دوسرے سے قطع تعلق کر رکھا ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان دونوں کو چھوڑو یہاں تک کہ باہم صلح کر لیں“ (ابن ماجہ: 1740، صحیح)۔

رسول اللہ ﷺ ہر مہینے تین روزے رکھتے تھے جیسا کہ حدیث میں ہے:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھتے تھے، معاذہ عدویہ کہتی ہیں: میں نے پوچھا: کون سے تین دنوں میں؟ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ ﷺ پروا نہیں کرتے تھے جو بھی تین دن ہوں“ (ابن ماجہ: 1709، صحیح)۔

رسول اکرم ﷺ کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھتے تھے، اور کھانے کے اخیر میں اللہ کی تعریف کرتے تھے، اور آپ کی دعا اس طرح تھی :

«الحَمْدُ لله كَثِيرًا طَيِّبًا مُبارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلاَ مُوَدَّعٍ وَلاَ مُسْتَغْنًى عَنْهُ، رَبَّنَا».

"اللہ تعالیٰ کی بہت بہت حمد و ثناء ہے، وہ نہایت پاکیزہ اور برکت والا ہے، وہ سب کو کافی ہے اس کے لیے کوئی کافی نہیں، اسے نہ چھوڑا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس سے کوئی بے نیاز ہو سکتا ہے، اے ہمارے رب! ہماری دعا سن لے" (بخاری: 5458)۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص کھانا کھا کر یہ دعا پڑھے:

«الْحَمْدُ لله الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا، وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي، وَلَا قُوَّةٍ»

"حمد و ثناء اور تعریف ہے اس اللہ کی جس نے مجھے یہ کھلایا، اور بغیر میری کسی طاقت اور زور کے اسے مجھے عطا کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ معاف فرما دے گا"۔ (ابن ماجہ: 3285، حسن)۔

رسول اکرم ﷺ اپنی تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد انہیں پوچھنے سے پہلے چاٹتے تھے، جیسا کہ حدیث میں ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جب کوئی شخص کھانا کھائے تو ہاتھ چاٹنے یا کسی کو چٹانے سے پہلے ہاتھ نہ پونچھے" (بخاری: 5456)۔

رسول اکرم ﷺ داہنے ہاتھ سے کھانے کا حکم فرماتے تھے۔

رسول اکرم ﷺ نے اس بات سے آگاہی فرمائی کہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے، جیسا کہ حدیث میں اس کی وضاحت موجود ہے:

«إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ، وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ».

”جب تم میں سے کوئی کھائے تو داہنے ہاتھ سے کھائے، اور جب پیے تو داہنے ہاتھ سے پیے، اس لیے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے“ (مسلم: 2020)۔

رسول اکرم ﷺ بیٹھے ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتے تھے، بیشتر اوقات میں آپ کا دسترخوان زمین پر لگایا جاتا تھا، جیسا کہ صحیح بخاری میں حدیث آئی ہے:

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ: «لاَ آكُلُ وَأَنَا مُتَّكِئٌ».

”ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ ﷺ نے ایک صحابی سے جو آپ کے پاس موجود تھے فرمایا: ”میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا“ (بخاری: 5399)۔

رسول اکرم ﷺ نے کھڑے کھڑے پانی پینے سے منع فرمایا، اور بیشتر اوقات میں آپ بیٹھ کر پانی پیتے تھے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: «أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا».

"ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے منع کیا" (مسلم: 2025)۔

رسول اکرم ﷺ جب پیتے تو برتن سے باہر تین بار سانس لے کر پیتے، اور پھر یہ فرماتے:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا، وَيَقُولُ: «إِنَّهُ أَرْوَى وَأَبْرَأُ وَأَمْرَأُ».

"انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ پینے میں تین بار سانس لیتے اور فرماتے:

"ایسا کرنے سے خوب سیری ہوتی ہے، اور پیاس خوب بجھتی ہے، یا بیماری سے تندرستی ہوتی ہے، اور پانی اچھی طرح ہضم ہوتا ہے" (مسلم: 2028)۔

رسول اکرم ﷺ اس شخص کو ان الفاظ میں دعائیں دیتے جو آپ کو کھلاتا اور پلاتا:

«اللَّهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِي، وَأَسْقِ مَنْ سَقَانِي».

"اے اللہ !تو اسے کھلا جس نے مجھے کھلایا، اور تو اسے پلا جس نے مجھے پلایا" (مسند احمد: 23809، صحیح)۔

اور آپ اپنے مہمان نواز کو اس طرح دعا دیتے تھے:

«اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ، وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ».

”اے اللہ جو روزی تو نے انہیں دی ہے اس میں برکت عطا فرما، انہیں بخش دے، اور ان پر رحم فرما“ (مسلم: 2042)۔

لباس، چال ڈھال اور سواری کرنے میں نبی اکرم ﷺ کی رہنمائی

رسول اللہ ﷺ جب کپڑے پہنتے تو یہ دعا پڑھتے:

«الْحَمْدُ لله الَّذِي كَسَانِي هَذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي، وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ».

”تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور میری طاقت و قوت کے بغیر مجھے یہ عنایت فرمایا تو اس کے اگلے اور پچھلے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے“ (ابوداود: 4023، حسن دون زيادة: ”وما تأخر“)۔

اور آپ ﷺ جب نیا کپڑا زیب تن کرتے تو چاہے وہ پگڑی ہوتی یا قمیص یا چادر تو اس کا نام لیتے پھر یہ دعا پڑھتے:

«اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ، وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ».

”اے اللہ! سب تعریفیں تیرے لیے ہیں، تو نے ہی مجھے پہنایا ہے،

میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جس کے لیے یہ کپڑا بنایا گیا ہے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں، اور اس کی برائی اور جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے اس کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں" (ابوداود: 4020، صحیح)۔

اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک سب سے محبوب کپڑا قمیص اور حبرہ تھی۔

قمیص: ایسا سلا ہوا کپڑا جس کے دو آستین ہو اور گردن کے لئے کھولا گیا ہو، اور وہ پائے جانے والے جبہ کے مشابہ ہے۔

حبرہ: سرخ دھاری دار یمن کے بنے ہوئے اونی چادر کے قسم کے کپڑے۔

اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک سب سے پیارا رنگ سفید تھا، جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے:

«خَيْرُ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضُ فَالْبَسُوهَا، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ».

"تمہارے بہترین کپڑے سفید کپڑے ہیں، لہٰذا انہیں کو پہنو، اور اپنے مردوں کو انہیں میں کفناؤ" (ابن ماجه: 3566، صحیح)۔

اور رسول اللہ ﷺ مردوں کے لئے خالص سرخ رنگ کا جوڑا ناپسند کرتے تھے، اور اس سے منع کرتے تھے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «نُهِيتُ عَنِ الثَّوْبِ الْأَحْمَرِ، وَخَاتَمِ الذَّهَبِ، وَأَنْ أَقْرَأَ وَأَنَا رَاكِعٌ».

”ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں :ہمیں سرخ جوڑے سے، سونے کی انگوٹھی سے اور رکوع کی حالت میں قرآن پڑھنے سے روکا گیا ہے“ (سنن الکبری للنسائی:9411، صحیح)۔

اور رسول اللہ ﷺ نے ایسے آدمی پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کا پوشاک (خاص عورتوں کے لئے بنے ہوئے کپڑے) پہنے، اور اس عورت پر لعنت کی ہے جو مردانہ کپڑا پہنے، جیسا کہ آپ کا فرمان ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: «لَعَنَ رَسُولُ الله ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ».

”ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر جو عورتوں کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر جو مردوں کا لباس پہنتی ہے لعنت فرمائی ہے“ (ابوداود: 4098، صحیح)۔

رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو دو زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے دیکھ کر فرمایا:

«إِنَّ هَذِهِ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا».

”یہ کافروں کے کپڑے ہیں ان کو مت پہنو“ (مسلم: 2077)۔

رسول اللہ ﷺ نے شہرت والے کپڑے، ریشمی کپڑے اور مردوں کے لئے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے:

عَنْ عبداللہ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا، أَلْبَسَهُ اللهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ أَلْهَبَ فِيهِ نَارًا»

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ذلت کا لباس پہنائے گا، پھر اس میں آگ بھڑکائے گا“ (ابن ماجہ: 3607، حسن)۔

علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ریشم لے کر اسے اپنے داہنے ہاتھ میں رکھا اور سونا لے کر اسے بائیں ہاتھ میں رکھا، پھر فرمایا: «إِنَّ هَذَيْنِ حَرَامٌ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي» ”یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں“ (ابوداود: 4057، صحیح)۔

رسول اللہ ﷺ نے تکبرانہ طور پر کپڑا زمین پر گھسیٹ کر چلنے سے اور ٹخنوں کے نیچے کپڑا لٹکانے سے چاہے وہ تکبرانہ انداز میں ہو یا نہ ہو بہر صورت منع فرمایا ہے، آپ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا أَسْفَلَ مِنَ الكَعْبَيْنِ مِنَ الإِزَارِ فَفِي النَّارِ»

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہو وہ جہنم میں ہو گا“ (بخاری: 5787)۔

رسول اللہ ﷺ کی لنگی آدھی پنڈلی تک تھی (صححہ الألباني في الشمائل)

رسول اللہ ﷺ جب قمیص پہنتے تو داہنے جانب سے شروع کرتے تھے، اور جب نکالنا ہوتا تو بائیں جانب سے شروع کرتے تھے، اور آپ نے فرمایا:

«إِذَا لَبِسْتُمْ، وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ، فَابْدَءُوا بِأَيَامِنِكُمْ».

”جب تم کپڑے پہنو، اور جب وضو کرو، تو اپنے داہنے سے شروع کرو“ (ابوداود:4141، صحیح)۔

اور اسی طریقے سے آپ ﷺ جب جوتے پہنتے تو دائیں سے شروع کرتے، جیسا کہ آپ نے داہنے پیر کے بارے میں فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ، وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ، لِيَكُنِ الْيُمْنَى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ».

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب تم میں سے کوئی شخص جوتا پہنے تو دائیں طرف سے شروع کرے، اور جب اتارے تو بائیں طرف سے اتارے، تاکہ داہنی جانب پہننے میں اول ہو، اور اتارنے میں آخر ہو“ (بخاری: 5855)۔

آپ ﷺ نے صرف ایک پیر میں جوتا پہن کر چلنے سے منع فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَمْشِ أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا، أَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيعًا»

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”تم میں سے کوئی ایک جوتا پہن کر نہ چلا کرے، دونوں پہنے رکھے یا دونوں اتار دے“۔ (بخاری: 5855، مسلم: 2097)۔

اور آپ ﷺ کبھی کبھی ننگے پاؤں چلتے تھے، جیسا کی حدیث میں ہے:

«كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْمُرُنَا أَنْ نَحْتَفِيَ أَحْيَانًا»

نبی اکرم ﷺ ہمیں کبھی کبھی ننگے پیر رہنے کا بھی حکم دیتے تھے (ابوداود: 4160، صحیح)۔

نبی اکرم ﷺ جب چلتے تو آگے جھکے ہوئے ہوتے گویا آپ اوپر سے نیچے اتر رہے ہیں، (ترمذي: 3637، صحیح)۔

اور جب چلتے تو جھک کر چلتے، یعنی اپنے بدن کو زمین سے مکمل بلند کرکے چلتے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ: «بِسْمِ اللَّهِ»، فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى ظَهْرِهَا قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ»، ثُمَّ قَالَ: ﴿سُبْحَٰنَ ٱلَّذِى سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُۥ مُقْرِنِينَ ۝١٣ وَإِنَّآ إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ﴾ [الزخرف: 13-14]، ثُمَّ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ» - ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُ أَكْبَرُ» -ثَلَاثَ مَرَّاتٍ- ثُمَّ قَالَ: «سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ».

علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا، آپ کے لیے ایک سواری لائی گئی تاکہ اس پر سوار ہوں، جب آپ نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو «بِسْمِ اللهِ» کہا، پھر جب اس کی پشت پر ٹھیک سے بیٹھ گئے تو «الْحَمْدُ للهِ» کہا، اورپھر اس کے بعد ﴿سُبْحَٰنَ ٱلَّذِى سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُۥ مُقْرِنِينَ ﴿١٣﴾ وَإِنَّآ إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ﴾ "پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے قابو میں کیا ورنہ ہم ایسے نہ تھے جو اسے ناتھ پہنا سکتے، لگام دے سکتے، ہم اپنے رب کے پاس پلٹ کر جانے والے ہیں"، کہا، پھر تین مرتبہ «الْحَمْدُ للهِ» کہا، پھر تین مرتبہ «اللهُ أَكْبَرُ» کہا، پھر «سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ» "پاک ہے تو اے اللہ! بیشک میں نے اپنی جان کے حق میں ظلم و زیادتی کی ہے تو مجھے بخش دے، کیونکہ تیرے سوا کوئی ظلم معاف کرنے والا نہیں ہے" کہا (ابوداود:2602، صحیح)۔

نبی اکرم ﷺ کا اخلاق، اور لوگوں سے برتاؤ میں آپ کی رہنمائی

رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ صورت و سیرت میں حسن کے پیکر تھے (بخاری: ٣٥٤٩، مسلم: 2337)۔

ابوعبداللہ جدلی کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا:

«لَمْ يَكُنْ ﷺ فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا وَلاَ صَخَّابًا فِي الأَسْوَاقِ، وَلاَ يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ».

آپ ﷺ فحش گو، بدکلامی کرنے والے اور بازار میں چیخنے والے نہیں تھے، آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے، بلکہ عفو و درگزر فرما دیتے تھے۔ (ترمذي: 2016، صحیح)۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں:

«مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ مُنْتَصِرًا مِنْ مَظْلِمَةٍ ظُلِمَهَا قَطُّ مَا لَمْ تُنْتَهَكْ مَحَارِمُ

اللهَّ فَإِذَا انْتُهِكَ مِنْ مَحَارِمِ اللهَّ شَيْءٌ كَانَ أَشَدَّهُمْ فِي ذَلِكَ غَضَبًا، وَمَا خُيِّرَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ مَأْثَمًا».

”میں نے کبھی بھی آپ کو کسی ظلم کا بدلہ لیتے اس وقت تک نہیں دیکھا جب تک اللہ کے حرمت کی پامالی نہ ہورہی ہو، اور جب اللہ کی کسی بھی حرمت کی پامالی کی جارہی ہو تو آپ اس کی وجہ سے شدید برہم ہوتے تھے، اور آپ کو دو کاموں میں جب بھی اختیار کا حکم دیا گیا تو آپ نے اس میں آسان تر کو منتخب کیا، جب تک کہ وہ گناہ نہ ہو“ (مسند الحمیدي: 260، صحیح)۔

ایک دوسری حدیث میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں:

«مَا ضَرَبَ رَسُولُ الله ﷺ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ، وَلَا امْرَأَةً، وَلَا خَادِمًا، إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ الله».

”رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، نہ عورت کو نہ خادم کو، البتہ جہاد میں اللہ کی راہ میں مارا“ (مسلم: 2328)۔

ایک حدیث میں ہے:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: «خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ قَطُّ، وَمَا قَالَ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَهُ، وَلَا لِشَيْءٍ تَرَكْتُهُ لِمَ تَرَكْتَهُ».

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دس سال تک نبی اکرم ﷺ کی خدمت کی، آپ نے کبھی مجھے اف تک نہ کہا، اور نہ ہی میرے کسی ایسے کام پر جو میں نے کیا ہو یہ کہا ہو: تم نے ایسا کیوں کیا؟ اور نہ ہی کسی ایسے کام پر جسے میں نے نہ کیا ہو تم نے ایسا کیوں نہیں کیا (ترمذي:2015، صحیح)۔

ایک حدیث میں یوں آیا ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا لَقِيَ الرَّجُلَ فَكَلَّمَهُ، لَمْ يَصْرِفْ وَجْهَهُ عَنْهُ حَتَّى يَكُونَ هُوَ الَّذِي يَنْصَرِفُ، وَإِذَا صَافَحَهُ، لَمْ يَنْزِعْ يَدَهُ مِنْ يَدِهِ حَتَّى يَكُونَ هُوَ الَّذِي يَنْزِعُهَا».

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی جب کسی شخص سے ملاقات ہوتی اور آپ اس سے بات کرتے تو اس وقت تک منہ نہ پھیرتے جب تک وہ خود نہ پھیر لیتا، اور جب آپ کسی سے مصافحہ کرتے تو اس وقت تک ہاتھ نہ چھوڑتے جب تک کہ وہ خود نہ چھوڑ دیتا (ابن ماجہ: 3716، صحیح)۔ (ملاحظہ ہو: سلسلة الاحادیث الصحیحة، للالبانی: 4285)

رسول اللہ ﷺ مجلس میں اپنی صورت و گفتگو سے لوگوں کی طرف ایسی توجہ فرماتے کہ ان میں سے ہر فرد یہی سوچتا کہ میں آپ کے نزدیک سارے لوگوں میں زیادہ محبوب ہوں، جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِي إِلَّا ضَحِكَ».

”رسول اللہ ﷺ نے مجھے کبھی نہیں روکا اندر آنے سے جب سے میں مسلمان ہوا اور کبھی مجھے نہیں دیکھا مگر آپ ﷺ ہنسے“ یعنی خندہ روئی اور کشادہ پیشانی سے ملے (مسلم: 2475)۔

عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ».

”رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر مسکرانے والا میں نے کسی کو نہیں دیکھا“ (ترمذي:2015، صحیح) (تراجع الألبانی 602)

آپ ﷺ اتنا ٹھہر ٹھہر کر گفتگو کرتے کہ اگر کوئی انہیں شمار کرنا چاہتا تو بآسانی شمار کرسکتا، اور آپ کی گفتگو اتنی واضح ہوتی کہ ہر سننے والا اسے آسانی سے سمجھ لیتا، اور آپ سرپٹ گفتگو نہیں کرتے، ایک بات کو آپ تین بار دھراتے یہاں تک کہ وہ ٹھیک سے سمجھ لی جائے۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں:

« كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا بَلَغَهُ عَنِ الرَّجُلِ الشَّيْءُ لَمْ يَقُلْ: مَا بَالُ فُلَانٍ يَقُولُ؟ وَلَكِنْ يَقُولُ: مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَقُولُونَ كَذَا وَكَذَا؟».

”رسول اللہ ﷺ کو جب کسی شخص کے بارے میں کوئی بری بات پہنچتی تو آپ یوں نہ فرماتے: ”فلاں کو کیا ہوا کہ وہ ایسا کہتا ہے؟“ بلکہ یوں فرماتے: ”لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو ایسا اور ایسا کہتے ہیں“ (ابوداود:4788، صحیح)۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں:

«كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكُرُ الله عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ».

"ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کی یاد ہر وقت کرتے تھے" (مسلم:373)۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث میں ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مجلس میں رسول اللہ ﷺ کے سو بار اس دعا کے پڑھنے کو شمار کرتے تھے:

«رَبِّ اغْفِرْ لِي، وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ».

"اے میرے رب! مجھے بخش دے، میری توبہ قبول کر، تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے"۔ (ابوداود: 1516، صحیح)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا:

«والله إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ الله وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي اليَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً».

"اللہ کی قسم میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ سے استغفار اور اس سے توبہ کرتا ہوں" (بخاری: 6307)۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی اکثر یہ دعا ہوا کرتی تھی:

«رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ».

"اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر، اور آخرت میں بھلائی عطا کر، اور ہمیں دوزخ سے بچا" (بخاري: ٦٣٨٩، مسلم: 2690)۔

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ آپ اکثر یہ دعا پڑھتے تھے:

«يَا مُقَلِّبَ القُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ».

"اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر جما دے" (ترمذي:3522، صحیح)۔

اور آپ مجلس کے اختتام پر یہ دعا پڑھتے تھے:

«سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ».

"پاک ہے تو اے اللہ! اور سب تعریف تیرے لیے ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں" (ابوداود: 4859، حسن صحیح)۔

آپ ﷺ بڑے شرمیلے تھے جیسا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

«كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ العَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا، فَإِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ».

”نبی کریم ﷺ ڈولی میں سوار کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرگیا تھے، جب آپ کوئی ایسی چیز دیکھتے جو آپ کو ناگوار ہوتی تو ہم آپ کے چہرے مبارک سے سمجھ جاتے تھے“ (بخاري: 6102، مسلم: 2320)۔

آپ ﷺ بڑے دریا دل تھے، آپ سے جب کچھ مانگا جاتا تو آپ کا جواب کبھی نا میں نہیں ہوتا، اور آپ کی فیاضی اس شخص کے مانند تھی جو فقر و فاقہ سے بے خوف ہوتا، اس کی مثال اس حدیث میں ہے:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ سے اسلام کے واسطے کسی چیز کا سوال نہیں ہوا جو آپ ﷺ نے نہ دی ہو۔ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے اس کو دو پہاڑوں پر بکریاں دے دیں (یعنی اتنی بکریاں تھیں کہ دو پہاڑوں کے بیچ میں ایک جگہ ہوتی وہ بھر گئی تھی) وہ لوٹ کر اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا: اے میری قوم کے لوگو! مسلمان ہو جاؤ، کیونکہ محمد ﷺ اتنا کچھ دیتے ہیں کہ پھر احتیاج کا ڈر نہیں رہتا (مسلم: 2312)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا، لَسَرَّنِي أَنْ لاَ تَمُرَّ عَلَيَّ ثَلاَثُ لَيَالٍ وَعِنْدِي مِنْهُ شَيْءٌ، إِلَّا شَيْئًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ».

”اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تو مجھے اس میں خوشی ہو گی کہ تین دن بھی مجھ پر اس حال میں نہ گزرنے پائیں کہ اس میں

سے میرے پاس کچھ بھی باقی بچے، البتہ اگر کسی کا قرض دور کرنے کے لیے کچھ رکھ چھوڑوں تو یہ اور بات ہے“ (بخاري:6445)۔

رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ بردبار و متحمل مزاج تھے کہ آپ کے پاس آنے والا آتا، اور آپ کی چادر کو اتنی زور سے کھینچتا کہ آپ کی گردن میں اس کے نشان پڑجاتے، اور آپ کو برے انداز میں مخاطب کرتا، اس کے بعد آپ جب اس کی طرف متوجہ ہوتے تو مسکرا دیتے، اور اسے نوازنے کے حکم فرماتے جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

«كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الحَاشِيَةِ، فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيدَةً، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ البُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللهِ الَّذِي عِنْدَكَ، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ ضَحِكَ، ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ».

میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا، نبی کریم ﷺ کے جسم مبارک پر (یمن کے) نجران کی بنی ہوئی موٹے حاشیے کی ایک چادر تھی، اتنے میں ایک دیہاتی آگیا اور اس نے نبی کریم ﷺ کی چادر کو پکڑ کر اتنی زور سے کھینچا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے مونڈھے پر دیکھا کہ اس کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے نشان پڑ گیا تھا، پھر اس نے کہا: اے محمد! مجھے اس مال میں سے دیئے جانے کا حکم کیجیے جو اللہ کا مال آپ کے پاس ہے، نبی کریم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور مسکرائے اور آپ نے اسے دیئے جانے کا حکم فرمایا (بخاري:5809)۔

رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادرو دلیر تھے،یہاں تک کہ براء بن مالک رضی اللہ عنہ -جو بڑے بہادر تھے- فرماتے ہیں:

«كُنَّا إِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ، وَلَقِيَ الْقَوْمُ الْقَوْمَ، اتَّقَيْنَا بِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَمَا يَكُونُ مِنَّا أَحَدٌ أَدْنَى مِنَ الْقَوْمِ مِنْهُ».

"جب جنگ بھڑک اٹھتی، اور لوگ باہم آمنے سامنے ہو جاتے، تو ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کو اپنے آگے کرکے بچاؤ کرتے، حتی کہ ہم میں سے کوئی بھی شخص دشمن کے اتنا قریب نہیں ہوتا جتنا کہ آپ ﷺ ان سے قریب ہوتے" (مسند احمد:1347)۔

رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی ضرورتوں کو پوری کرنے میں ان کی فریاد رسی کرتے تھے، تو کبھی ان میں سے کسی کے قرض کو بذات خود ادا کردیتے تھے جیسے کہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں، اور ان میں غیر شادی شدہ لوگوں کی شادیاں کرواتے تھے، اور آپ جابر رضی اللہ عنہ کی سفارش کے لئے یہودی کے پاس گئے، اور آپ نے اس کے پاس تین بارگئے کہ قرض کی ادائیگی میں وہ انہیں مہلت دے دے، اور عورت آتی جو اپنے خاوند کی شکایت کرتی تو آپ بغور اس کی شکایت سماعت فرماتے، اور آدمی آپ کے پاس آکر اپنے اونٹ کی شکایت کرتا کہ وہ اس کے ساتھ سرکشی کرتا ہے، تو آپ اس کےساتھ اس کے اونٹ کے پاس گئے، تو اونٹ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے مالک کے زیادہ کام لینے اور کم چارہ دینے کی شکایت کرتا (امام احمد نے روایت کی ہے اور یہ البانی کی صحیح الترغیب میں ہے)۔

حال یہ ہے کہ جانوروں تک نے بھی اللہ کے رسول کے پاس اپنی شکا بتیں کیں، تاکہ آپ ان کا انصاف کریں، آپ کے متعلق سچ فرمایا اللہ عزوجل نے ﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ إِلَّا رَحۡمَةٗ لِّلۡعَٰلَمِينَ﴾ [الأنبياء: 107]

"اور ہم نے آپ کو سارے جہان والوں کے لئے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔

آپ ﷺ بڑے خاکسار تھے، بیواؤں اور مسکینوں کی ضروریات پوری کرنے کی خاطر ان کے ساتھ چلنا ناپسند نہیں کرتے تھے، ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک خاتون آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے آپ سے عرض کیا کہ مجھے آپ سے کچھ ضرورت ہے، تو آپ نے فرمایا:

«يَا أُمَّ فُلَانٍ انْظُرِي أَيَّ السِّكَكِ شِئْتِ، حَتَّى أَقْضِيَ لَكِ حَاجَتَكِ»، فَخَلَا مَعَهَا فِي بَعْضِ الطُّرُقِ، حَتَّى فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا.

"اے ماں فلاں کی یعنی اس کا نام لیا، اچھا کوئی گلی دیکھ لے میں تیرا کام کر دوں گا" پھر آپ ﷺ نے راہ میں ان سے تنہائی کی یہاں تک کہ وہ اپنے کام سے فارغ ہو گئی (مسلم: 2326)۔

اور اگر آپ ﷺ کو جو کی روٹی اور باسی چربی کے سالن پے دعوت دی جاتی تو بھی آپ قبول فرما لیتے، اور آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَوْ دُعِيتُ إِلَى كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ، وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ».

”اگر مجھے بکری کے کھر (پایا) کی دعوت دی جائے تو میں اسے بھی قبول کروں گا اور اگر مجھے وہ کھر بھی ہدیہ میں دیئے جائیں تو میں اسے قبول کروں گا“۔ (بخاري: 5178)۔

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس جو کی روٹی اور پگھلی ہوئی چربی جس میں کچھ تبدیلی آ چکی تھی لے کر چلا۔

آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس بیس صاع غلے کے عوض جسے آپ نے اپنے گھر والوں کے لیے لے رکھا تھا گروی رکھی ہوئی تھی (ترمذي: 1215، صحيح)

اور آپ ﷺ کی زرہ آپ کی موت تک یہودی کے پاس تھی، آپ اس سے نہیں چھڑا سکے۔

اور آپ ﷺ بچوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرتے اور ان کے ساتھ کھیلتے تھے, انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ».

”میں نے کسی کو بال بچوں پر اتنی شفقت کرتے نہیں دیکھا جتنی رسول اللہ ﷺ کرتے تھے“ (مسلم: 2316)۔

اور آپ ﷺ جب بچوں کے پاس سے گذرتے تھے تو انہیں سلام کرتے، جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

«أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «مَرَّ عَلَى غِلْمَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ» .

”رسول اللہ ﷺ بچوں پر گزرے تو ان کو سلام کیا“ (مسلم :2168)۔

نبی اکرم ﷺ کا گھر میں رہن سہن اور سونے کے متعلق آپ کی رہنمائی

آپ ﷺ کے گھروں کی دیواریں کچی اینٹوں سے اور اس کی چھتیں کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی تھیں، جو کافی تنگ تھیں، حال یہ تھا کہ جب آپ تہجد کی نماز میں سجدہ کرنا چاہتے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو انگلیوں سے کونچ دیتے پھر وہ اپنے دونوں پیروں کو سمیٹ لیتیں، اس کے بعد آپ ﷺ سجدہ فرماتے، پھر جب آپ سجدہ سے فارغ ہوکر کھڑے ہوجاتے تو عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے پیروں کو پھیلا لے تیں اور اس کی چھت اتنی نیچی تھی کہ اندر داخل ہونے والا اپنےہاتھ سے گھر کی چیزوں کو لے لیتا۔

اور جب آپ گھر میں داخل ہوتے تو مسواک کرتے ہوئے داخل ہوتے، اور گھر میں موجود لوگوں کو آپ سلام کرتے، اور آپ اس انداز میں سلام کرتے کہ سونے والا بیدار نہ ہوتا، اور جاگنے والا بآسانی اسے سن لیتا، اور آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے:

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمُوْلَجِ، وَخَيْرَ الْمُخْرَجِ، بِسْمِ اللهِ وَلَجْنَا، وَبِسْمِ اللهِ خَرَجْنَا، وَعَلَى اللهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا، ثُمَّ لِيُسَلِّمْ عَلَى أَهْلِهِ».

"اے اللہ! ہم تجھ سے اندر جانے اور گھر سے باہر آنے کی بہتری مانگتے ہیں، ہم اللہ کا نام لے کر اندر جاتے ہیں، اور اللہ ہی کا نام لے کر باہر نکلتے ہیں، اور اللہ ہی پر جو ہمارا رب ہے بھروسہ کرتے ہیں" پھر اپنے گھر والوں کو سلام کرے۔ (ابوداود: 5096، ضعیف) (تراجع الألباني 144)

مستحب یہ ہے کہ یہ دعا پڑھے جو صحیح مسلم میں ہے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا:

«إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ، فَذَكَرَ اللهَ عِنْدَ دُخُولِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ: لَا مَبِيتَ لَكُمْ، وَلَا عَشَاءَ، وَإِذَا دَخَلَ، فَلَمْ يَذْكُرِ اللهَ عِنْدَ دُخُولِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ، وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللهَ عِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ».

"جب آدمی گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر کرتا (یعنی بسم اللہ کہتا) ہے، تو شیطان اپنے لشکر سے کہتا ہے کہ آج یہاں نہ تمہاری رات گزر سکتی ہے (یعنی نہ سونے کی جگہ تم کو مل سکتی ہے) اور نہ تمہیں کھانا مل سکتا ہے، اور جب آدمی گھر میں بغیر اللہ کا ذکر کئے (یعنی بغیر بسم اللہ کہے) داخل ہوتا ہے، تو شیطان (اپنے لشکر سے) کہتا ہے کہ تم نے سونے کی جگہ پالی، اگر آدمی کھانے کے وقت بھی اللہ کا نام نہیں لیتا ہے، تو شیطان کہتا ہے کہ تم نے کھانے اور سونے دونوں کی جگہ پالی" (مسلم: 2018)۔

آپ ﷺ نے یہ بتایا کہ جب آدمی گھر میں داخلے کے وقت بسم اللہ نہیں کہتا ہے اور ایسے ہی کھانے کے وقت بسم اللہ نہیں پڑھتا ہے تو شیطان اس کے کھانے اور سونے کی جگہ میں شریک ہوجاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ جب اپنے گھر سے باہر نکلتے تو یہ دعا پڑھتے تھے جیسا کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب گھر سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

«بِسْمِ اللهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ، اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ، أَوْ نَضِلَّ، أَوْ نَظْلِمَ، أَوْ نُظْلَمَ، أَوْ نَجْهَلَ، أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا».

”شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے، بھروسہ کرتا ہوں اللہ پر، اے اللہ تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ حق و صواب سے کہیں پھر نہ جاؤں، یا راہ حق سے بھٹکا نہ دیا جاؤں، یا میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے، یا میں کسی کے ساتھ جاہلانہ برتاؤ کروں یا کوئی میرے ساتھ جاہلانہ انداز سے پیش آئے“۔ (ترمذي: 3427، صحیح)

ایک دوسری حدیث میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِهِ فَقَالَ بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، قَالَ: يُقَالُ حِينَئِذٍ: هُدِيتَ، وَكُفِيتَ، وَوُقِيتَ، فَتَتَنَحَّى لَهُ الشَّيَاطِينُ، فَيَقُولُ لَهُ شَيْطَانٌ آخَرُ: كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ؟».

جب آدمی اپنے گھر سے نکلے پھر کہے «بِسْمِ اللہ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللہ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ» ”اللہ کے نام سے نکل رہا ہوں، میرا پورا پورا توکل اللہ ہی پر ہے، تمام طَاقت و قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے“ تو آپ نے فرمایا: اس وقت کہا جاتا ہے (یعنی فرشتے کہتے ہیں: اب تجھے ہدایت دے دی گئی، تیری طرف سے کفایت کر دی گئی، اور تو بچا لیا گیا، (یہ سن کر) شیطان اس سے جدا ہو جاتا ہے، تو اس سے دوسرا شیطان کہتا ہے: تیرے ہاتھ سے آدمی کیسے نکل گیا کہ اسے ہدایت دے دی گئی، اس کی جانب سے کفایت کر دی گئی اور وہ (تیری گرفت اور تیرے چنگل سے) بچا لیا گیا (ابوداود: 5095، صحیح)

اسود بن یزید فرماتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ گھر میں نبی کریم ﷺ کیا کیا کرتے تھے؟ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا:

«كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ، فَإِذَا سَمِعَ الأَذَانَ خَرَجَ».

”نبی کریم ﷺ اپنے گھر والوں کے کام کاج میں مشغول ہو جاتے تھے، پھر آپ جب اذان کی آواز سنتے تو باہر چلے جاتے تھے“ (بخاري:5363)۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے پوچھا کہ گھر میں نبی کریم ﷺ کیا کیا کرتے تھے؟ تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا:

«كَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ، يَفْلِي ثَوْبَهُ، وَيَحْلُبُ شَاتَهُ، وَيَخْدُمُ نَفْسَهُ».

”آپ ایک بشر ہی تھے، اپنے کپڑے خود صاف کرتے، اپنی بکری کا دودھ خود نکالتے، اور اپنے ذاتی کام خود انجام دیتے“ (مسند احمد: 26194، صحیح)۔

اور آپ ﷺ اپنے اہل و عیال کے لئے لوگوں میں سب سے بہتر تھے، اور ان کے ساتھ رہن و سہن میں سب سے اچھے تھے، اور آپ رات میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی لمبی باتیں سنتے تھے لیکن ان کی گفتگو کے دوران کچھ نہ بولتے، لیکن بعد میں ان سے شفقت بھری گفتگو فرماتے، جیسا کہ حدیث ام زرع میں موجود ہے۔

اور آپ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ میں مقابلہ کیا تو ایک بار وہ آپ سے آگے بڑھ گئیں، اور دوسری بار آپ ان سے آگے نکل گئے جیسا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا:

أَنَّهَا كَانَتْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ قَالَتْ: فَسَابَقْتُهُ فَسَبَقْتُهُ عَلَى رِجْلَيَّ، فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُهُ فَسَبَقَنِي فَقَالَ: «هَذِهِ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ».

وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھیں، کہتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے دوڑ کا مقابلہ کیا تو میں جیت گئی، پھر جب میرا بدن بھاری ہو گیا تو میں نے آپ سے (دوبارہ) مقابلہ کیا تو آپ جیت گئے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ جیت اس جیت کے بدلے ہے“۔ (ابوداود: 2578، صحیح)

اور جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عید کے دن حبشہ کے بچوں کا کھیل دیکھنے کی خواہش کی تو آپ ﷺ سامنے کھڑے ہوگئے اور وہ آپ کے پیچھے سے کھیل دیکھتی رہیں یہاں تک کہ وہ خود تھک گئیں، جیسا کہ ان کا بیان ہے:

«لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَوْمًا عَلَى بَابِ حُجْرَتِي وَالحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ فِي المَسْجِدِ، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ، أَنْظُرُ إِلَى لَعِبِهِمْ».

"میں نے نبی کریم ﷺ کو ایک دن اپنے حجرہ کے دروازے پر دیکھا، اس وقت حبشہ کے کچھ لوگ مسجد میں (نیزوں سے) کھیل رہے تھے (ہتھیار چلانے کی مشق کر رہے تھے) رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی چادر میں چھپا لیا تاکہ میں ان کا کھیل دیکھ سکوں"۔ (بخاري: 454، مسلم: 892)

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا:

وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلًا سَهْلًا، إِذَا هَوِيَتِ الشَّيْءَ تَابَعَهَا عَلَيْهِ

"رسول اللہ ﷺ نرم دل تھے، جب ان سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کچھ فرمائش کرتی تھیں تو آپ ﷺ مان لیتے تھے" (یہ کمال اخلاق تھا رسول اللہ ﷺ کا کہ اپنی بیبیوں کی خاطر داری فرماتے تھے اور ان کی فرمائشیں پوری کر دیتے تھے جب تک اللہ پاک کی نافرمانی نہ ہو) (مسلم: 1213)۔

انس رضی اللہ عنہ نے کہا:

فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُحَوِّي لَهَا وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ، ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيرِهِ، فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ، فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ حَتَّى تَرْكَبَ.

میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ صفیہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے اپنے پیچھے (اونٹ کے کوہان کے اردگرد) اپنی عباء سے پردہ کئے ہوئے تھے (سواری پر جب صفیہ رضی اللہ عنہا سوار ہوتیں) تو آپ ﷺ اپنے اونٹ کے پاس بیٹھ جاتے اور

اپنا گھٹنا کھڑا رکھتے اور صفیہ رضی اللہ عنہا اپنا پاؤں نبی کریم ﷺ کے گھٹنے پر رکھ کر سوار ہو جاتیں (بخاري: 2893)۔

اور آپ اپنی بیویوں کی غیرت کو برداشت کرتے، اور آپ ان کی کہا سنی پر صبر کرتے، اور ان کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرتے تھے۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا:

«إِنَّمَا كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللهِ ﷺ الَّذِي يَنَامُ عَلَيْهِ أَدَمًا حَشْوُهُ لِيفٌ».

”رسول اللہ ﷺ کا بچھونا جس پر آپ سوتے تھے چمڑے کا تھا اوراس کے اندر کھجور کی چھال بھری تھی“ (مسلم: 2082)۔

ایک دوسری حدیث میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا:

«كَانَ وِسَادَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ الَّتِي يَتَّكِئُ عَلَيْهَا مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ».

”رسول اللہ ﷺ کا تکیہ چمڑے کا تھا اور اس کے اندر کھجور کی چھال بھری تھی“ (مسلم: 2082)۔

ایک دوسری حدیث میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا:

«فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ عَلَى حَصِيرٍ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ، وَتَحْتَ رَأْسِهِ مِرْفَقَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، وَإِذَا أُهُبٌ مُعَلَّقَةٌ وَقَرَظٌ».

”میں اندر گیا تو آپ ایک چٹائی پر تشریف رکھتے تھے جس کے نشانات

آپ کے پہلو پر پڑے ہوئے تھے، اور آپ کے سر کے نیچے ایک چھوٹا سا چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، چند کچی کھالیں لٹک رہی تھیں اور ببول کے پتے تھے" (بخاري: 5843، مسلم: 1479)

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا:

«أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا: قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ».

نبی کریم ﷺ ہر رات جب بستر پر آرام فرماتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ﴾ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ﴾ (تینوں سورتیں مکمل پڑھ کر ان پر پھونکتے، اور پھر دونوں ہتھیلیوں کو جہاں تک ممکن ہوتا اپنے جسم پر پھیرتے تھے، پہلے سر اور چہرہ پر ہاتھ پھیرتے، اور سامنے کے بدن پر، یہ عمل آپ ﷺ تین دفعہ کرتے تھے (بخاري:5017)۔

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ جب اپنے بچھونے پر جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

«الْحَمْدُ للهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَكَفَانَا وَآوَانَا، فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ».

”شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہم کو کھلایا اور پلایا، اور کافی ہوا ہمارے لیے، اور ٹھکانا دیا ہم کو، کتنے لوگ ایسے ہیں جن کے لیے نہ کوئی کافی ہے، نہ کوئی ٹھکانا ہے“ (مسلم: 2715)۔

ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنے گال کے نیچے رکھتے اور پھر یہ دعا پڑھتے:

«اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ، عِبَادَكَ».

”اے اللہ جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچا لے“ (ابوداود:5045، صحیح)۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب رات میں بستر پر لیٹتے تو اپنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے، اور یہ کہتے:

«اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا».

”اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں، اور زندہ ہوتا ہوں“۔

اور جب آپ ﷺ بیدار ہوتے تو کہتے:

«الحَمْدُ لله الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ».

”تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں زندہ کیا، اس کے بعد کہ ہمیں موت (مراد نیند ہے) دے دی تھی، اور تیری ہی طرف جانا ہے“۔ (بخاري:6314)۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو دائیں پہلو پر لیٹتے اور پھر کہتے:

«اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لاَ مَلْجَأَ وَلاَ مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ».

”اے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے حوالے کر دی، میں اپنا رخ تیری طرف کر کے پوری طرح متوجہ ہو گیا، میں نے اپنا معاملہ تیری سپردگی میں دے دیا، میری پیٹھ تیرے حوالے، تجھ سے امیدیں وابستہ کر کے اور تیرا خوف دل میں بسا کر، تیرے سوا نہ میرے لیے کوئی جائے پناہ ہے اور نہ ہی تجھ سے بچ کر تیرے سوا کوئی ٹھکانا، میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری ہے، میں تیرے اس نبی پر ایمان لایا جسے تو نے رسول بنا کر بھیجا ہے“

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس شخص نے یہ دعا پڑھی، اور پھر اس رات اگر اس کی وفات ہو گئی، تو اس کی وفات فطرت پر ہو گی“ (بخاري: 6315)۔

اور رسول اللہ ﷺ کبھی یہ دعا پڑھتے تھے:

«اللهُمَّ خَلَقْتَ نَفْسِي وَأَنْتَ تَوَفَّاهَا، لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا، إِنْ أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا، وَإِنْ أَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا، اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ».

”یا اللہ! تو نے میری جان کو پیدا کیا، اور تو ہی مارے گا، اور تیرے لیے ہے جینا اور مرنا، اگر تو جلا دے اس کو تو اپنی حفاظت میں رکھ، اور جو مارے تو بخش دے اس کو، یا اللہ! میں تندرستی چاہتا ہوں تجھ سے“ (مسلم: 2712)۔

اور رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے ان دو سورتوں کو پڑھتے تھے:

سورہ السجدہ ﴿الٓمٓ ۝١ تَنزِيلُ ٱلْكِتَٰبِ...﴾ اور سورہ الملک ﴿تَبَٰرَكَ ٱلَّذِى بِيَدِهِ ٱلْمُلْكُ﴾۔

اور آپ لوگوں کو آیت الکرسی اور سورہ بقرہ کی آخری دو آیتوں کو پڑھنے کی ترغیب دیتے تھے، ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ البَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ»

”جس نے سورۃ البقرہ کی دو آخری آیتیں رات میں پڑھ لیں وہ اسے ہر آفت سے بچانے کے لیے کافی ہو جائیں گی“ (بخاري: 5009)۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص بستر پر لیٹے تو پہلے اپنا بستر اپنے ازار کے کنارے سے جھاڑ لے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کی بے خبری میں کیا چیز اس پر آ گئی ہے، پھر یہ دعا پڑھے:

«بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ»

”میرے پالنے والے! تیرے نام سے میں نے اپنا پہلو رکھا ہے، اور تیرے ہی نام سے اٹھاؤں گا، اگر تو نے میری جان کو روک لیا تو اس پر رحم کرنا، اور اگر چھوڑ دیا (زندگی باقی رکھی) تو اس کی اس طرح حفاظت کرنا، جس طرح تو صالحین کی حفاظت کرتا ہے“ (بخاري: 6320)۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجئے جسے میں صبح و شام میں پڑھ لیا کروں، آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو:

«اللَّهُمَّ عَالِمَ الغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ».

”اے اللہ! غائب و حاضر، موجود اور غیر موجود کے جاننے والے، آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، ہر چیز کے مالک ورب! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، میں اپنے نفس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں شیطان کے شر اور اس کی دعوت شرک سے تیری پناہ چاہتا ہوں“ (ترمذي: 3392، صحیح)۔

اے اللہ !تو ہمارے نبی محمد اور ان کے آل بیت، اور ازاج مطہرات،

اور ان کی ذریت کی مدح و ستائش ملأ أعلی میں فرما جیسا کہ تونے آل ابراہیم کی ستائش فرمائی ہے، بیشک تو لائق تعریف بزرگ ہے۔

اے اللہ !تو ہمارے نبی محمد اور ان کے آل بیت، اور ازاج مطہرات، اور ان کی ذریت کو وہی بھلائیاں عطا فرما جو تو نے اٰل ابراہیم کو عطا کی ہیں، بیشک تو لائق تعریف بزرگ ہے۔

اے اللہ !جیسے دنیا میں ہم اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کی دیدار اوران کے پاس بیٹھنے سے اور ان کی صحبت و رفاقت سے محروم رہے تو ہمیں اس سے آخرت میں محروم نہ فرمانا، اور ہمیں جنت میں ان کی قربت نصیب فرما دے، اور ان کی دیدار سے اور ان سے ہم کلام ہونے کی لذت سے شادکام فرمادے، اور آپ کے حوض پر ہماری حاضری مقدر کردے، اور آپ کے دست مبارک سے ہمیں ایسے سیراب فرما کہ اس کے بعد کبھی بھی کوئی تشنگی باقی ہی نہ رہے، اور اے کریم !ہمیں ان کی شفاعت نصیب فرمادے، اور اے اللہ!ہمیں آپ کی سنت کی صحبت کی توفیق سے نواز دے، اور چھوٹے بڑے ہرکام میں آپ کو اسوہ و قدوہ بنانے کی توفیق عطا کردے، اور آپ کو اور آپ کی سنت کو ہمارے نزدیک ہماری اولاد و والدین اور سارے لوگوں سے زیادہ محبوب بنادے، اور اے اللہ !ہماری طرف سے آپ کو بہترین بدلہ عطا فرما، اور جیسے تونے کسی نبی کو اس کے امتیوں کی طرف سے بدلہ دیا ہے اے اللہ اس سے زیادہ اور بہتر بدلہ آپ کو عطا فرما، آپ کو وسیلہ اور فضیلہ عطا فرما اور آپ کو مقام محمودپر فائز فرما جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے، بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

کتبہ / ابو خالد ایمن بن عبدالعزیز ابانمی

IslamHouse.com

IslamHouseOr IslamHouseOR/ islamhouse.com/or/

IslamHouseOr/

For more details visit
www.GuideToIslam.com

GUIDE TO ISLAM

contact us :Books@guidetoislam.com

GuidetoIslam.org Guidetoislam1 Guidetoislam www.Guidetoislam.com

جمعية الدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالربوة

هاتف: ٩٦٦١١٤٤٥٤٩٠٠+ فاكس: ٩٦٦١١٤٩٧٠١٢٦+ ص ب: ٢٩٤٦٥ الرياض: ١١٤٥٧

P.O.BOX 29465 RIYADH 11457 TEL: +966 11 4454900 FAX: +966 11 4970126

OFFICERABWAH

osoulcenter

www.osoulcenter.com

To Download This Book, please Visit:

OSOUL STORE

osoulstore.com